THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, the March 4, 2014
(102nd Session)
Volume III, No.06
(Nos. 01-10)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-III No.06 — SP.III(06)/2014 15

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Quran ……..…………….. 1
2. Leave of Absence ……………………………………………………………... 1
3. Presentation of the Report of Standing Committee on [the Civil Servants (Amendment) Bill, 2013]……………………………………………………… 3
4. Motion for Condonation of Delay in Presentation of Report on The National Accountability (Amendment) Ordinance, 2010 by Senator Muhammad Kazim Khan ………………………………………………………………... 3
5. Motion to Treat the NAB (Amendment) Ordinance 2010 Infructuous by Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq ……………………………………… 5
6. Further Discussion on the Incident of Attack in District Courts Islamabad…... 5
   - Senator Hamza ……………………………………………………. 5
   - Senator Mian Raza Rabbani ……………………………………… 6
   - Senator Babar Khan Ghouri ………………………………………. 9
   - Senator Mir Hasil Khan Bizenjo ………………………………….. 11
   - Senator Abdul Nabi Bangash ……………………………………... 14
   - Senator Malik Muhammad Rafiq Rajwana ……………………… 19
   - Senator Mukhtiar Ahmed Dhamra ………………………………... 20
   - Senator Muhammad Mohsin Khan Leghari ………………………. 22
   - Senator Kamil Ali Agha …………………………………………... 25
   - Senator Nisar Muhammad ………………………………………... 29
   - Senator Aitzaz Ahsan, Leader of the Opposition …………………. 32
7. Observation of the Chairman on his own orders ……………………………... 38
8. Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the House ……………….. 39
9. Statement by the Minister of State on Interior Mr. Baligh-ur-Rehman………. 40
10. Pointation of Quorum in the House by Senator Saeed Ghani…………………. 42

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, the March 4, 2014

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at eight minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ ٱللّٰهِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيْمِ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔

ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے یقیناً ان سے تمہارا کچھ واسطہ نہیں، اُن کا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہے، وہی ان کو بتائے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ جو اللہ کے حضور نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے دس گنا اجر ہے، اور جو بدی لے کر آئے گا اس کو اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا۔ جتنا اس نے قصور کیا ہے، اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

(سورۃ الانعام آیات ۱۵۹ تا ۱۶۰)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ We take up leave applications.

جناب چیئر مین: پروفیسر ساجد میر صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 3 مارچ تا اختتام حالیہ اجلاس ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: جناب محمد طلحہ محمود صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 3 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انھوں نے اس تاریخ سے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: جناب ظہیر الدین بابر اعوان ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 25 اور 27 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انھوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: محترمہ ثریا امیر الدین صاحبہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 3 تا 6 مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: محترمہ نزہت صادق صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 28 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انھوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Before we start the discussion on yesterday's incident,

دو بڑی important reports lay ہو جائیں تو اس کے بعد پھر ہم آگے چلتے ہیں

Presentation of Report of Standing Committee on [The Civil Servant (Amendment) Bill, 2013]

Mr. Chairman: Item No.2. Senator Mrs. Kalsoom Parveen *Sahiba* is not present. On her behalf, any other Member of the Committee, Sughra Imam *Sahiba* آپ کر دیں

Senator Syeda Sughra Imam: Thank you Mr. Chairman. Mr. Chairman, on behalf of Senator Mrs. Kalsoom Parveen, Chairperson, Standing Committee on Cabinet Secretariat and Capital Administration and Development, I beg to present the Report of the Committee on the Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973, [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2013.]

Mr. Chairman: Report stands presented.

Mr. Chairman: Senator Muhammad Kazim Khan may move item No.3.

Condonation of Delay and Presentation of Report on the National Accountability (Amendment) Ordinance 2010

Senator Muhammad Kazim Khan: Thank you Mr. Chairman. I beg to move that under Rule 194 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, the delay

in presentation of report of the Committee on an Ordinance further to amend the National Accountability Ordinance, 1999 [The National Accountability (amendment) Ordinance, 2010 (XVIII of 2010)], be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved that under Rule 194 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, the delay in presentation of report of the Committee on an Ordinance, further to amend the National Accountability Ordinance, 1999 [The National Accountability (amendment) Ordinance, 2010 (XVIII of 2010)], be condoned till today.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Senator Muhammad Kazim Khan may move item No.4.

Senator Muhammad Kazim Khan: Sir, I present the Report of the Committee on an Ordinance, further to amend the National Accountability Ordinance, 1999 [The National Accountability (Amendment) Ordinance, 2010 (XVIII of 2010).]

Mr. Chairman: Report stands presented. The Committee has recommended that the Ordinance further to amend the National Accountability Ordinance, 1999 [The National Accountability (Amendment) Ordinance, 2010 (XVIII of 2010)] may be held as infructuous. Since it is a Government bill, whether the Leader of the House or any Minister would like to move a motion in this regard. Yes Leader of the House?

Motion to Treat the National Accountability (Amendment) Ordinance, 2010 Infructuous

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq (Leader of the House): Mr. Chairman, I move that the Ordinance further to amend the National Accountability Ordinance, 1999 [The National Accountability (Amendment) Ordinance, 2010 (XVIII of 2010)] may be treated as infructuous.

Mr. Chairman: It has been moved that the Ordinance further to amend the National Accountability Ordinance, 1999 [The National Accountability (Amendment) Ordinance, 2010 (XVIII of 2010)] may be treated as infructuous.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Leader of the House, Raja Zafar-ul-Haque *Sahib*, should we resume the discussion which started on yesterday's incident which happened in the District Courts, last speaker was Hamza *Sahib.*

Further Discussion on the Incident of Attack in District Courts in Islamabad

سینیٹر حمزہ: جناب چیر مین، حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک میں طوا ئف الملوکی کی کیفیت ہے۔ اس کے اثرات آخر کار اسلام آباد میں بھی ہوئے۔ اسلام آباد کی عدالتوں میں کل حملہ ہوا اور حملے میں گیارہ افراد شہید ہوئے۔ ان میں ایڈیشنل سیشن جج بھی تھے۔ آج مجھے راجہ ظفر الحق صاحب نے بتایا ہے کہ بار کے صدر نے آئی جی اسلام آباد کو متعدد بار ملنے کی زبانی درخواست کی کہ ہمیں threats مل رہے ہیں لیکن یہاں کیفیت یہ تھی کہ آئی جی صاحب نے انھیں ملنے کے لیے وقت نہیں دیا اور جب کل وہ ان سے ملنے کے لیے آئے تو انہوں نے ان سے شکایت کی کہ اب آپ ملنے آگئے ہیں۔ تو جب کوئی کارروائی کرنی تھی اس وقت وہ کارروائی ہی نہیں کی۔ یہ ہماری قوم کو خطرات ہیں اور دوسری طرف ہمارے جو ذمہ داران ہیں خصوصی طور پر I.G اسلام آباد کا رویہ ایسا ہے۔

جناب چیئرمین! حقیقت یہ ہے کہ ہمیں کافی عرصے سے طالبان کا مسئلہ درپیش ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ طالبان کون سے اسلام، قوم یا پاکستان کی خدمت کر رہے ہیں۔ یہ تو ملک پر ایک عذاب کی صورت میں نازل ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب حکومت نے ان کے ساتھ مذاکرات شروع کیے جو حکومت کی writ کو چیلنج کرتے ہیں، ان کے ساتھ مذاکرات کرنا بھی کمزوری ہے۔ وہ فوج پر بھی حملے کرتے رہے تو اس سے بڑی کمزوری کیا ہو سکتی تھی۔ اب کیفیت یہ ہے کہ بڑھتے بڑھتے حالات ایسے ہوئے کہ اب انہوں نے اعلان کیا کہ ہم نے ایک ماہ کے لیے جنگ بندی کر دی ہے۔ اب جنگ بندی کے بعد کل جو حملہ ہوا ہے ایک نئی تنظیم جس کا نام "احرارالہند" ہے انہوں نے ذمہ داری قبول کی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بہت ہی تکلیف دہ صورتحال ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک ساری ایجنسیاں بمع پاکستانی فوج اور قوم اکٹھے ہو کر ان کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے، اس وقت تک اس چیلنج کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین نے ڈیسک بجائے)

یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے لیکن چیلنج بھی بہت بڑا ہے۔ اگر اسلام آباد محفوظ نہیں۔ پہلے خیبر پختونخوا کے بہت سے علاقوں اور پشاور میں یہ وارداتیں ہوتی رہیں ہم وہ سنتے رہے اور آج وہ طالبان اسلام آباد میں بھی پہنچ گئے ہیں۔ کل وہ آپ کی پارلیمنٹ پر بھی حملہ کر سکتے ہیں تو اس سے بڑی خوفناک صورتحال کیا ہو سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی صورتحال ہے یہ پاکستان کے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے اور ہمیں اس چیلنج کا پرعزم طریقے سے منظم ہو کر مقابلہ کرنا چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ساتھ مذاکرات کرنا بھی ایک کمزوری ہے۔ جس قسم کا ان لوگوں کا رویہ ہے جو کچھ انہوں نے پاکستان کے لوگوں کے ساتھ ظلم کیا ہے، اس کو کوئی آزاد قوم اور خاص طور پر پاکستان جیسا ملک کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے۔ میں سمجھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ یہ جو چیلنج ان کی طرف سے ہماری قوم کو درپیش ہے ہماری فوج، ہماری ایجنسیاں اور پاکستانی قوم اس کا یک جان ہو کر، یکسوئی کے ساتھ مقابلہ کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی، میاں رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: شکریہ، جناب چیئرمین! یہ نہایت ہی افسوسناک بات ہے جو کل کا واقعہ اسلام آباد کی کچہری میں ہوا اور آج جو accounts چھپے ہیں ان سے تو کچھ ایسا لگتا ہے کہ جیسے

45 منٹ یا ایک گھنٹہ F-8 کا area اور اسلام آباد کی کچہری دہشت گردوں کے لیے ایک free zone تھا۔ مجھے اور زیادہ افسوس اور حیرت اس صورتحال پر اس لیے بھی ہو رہی ہے کیونکہ آپ کو یاد ہوگا کہ جیسے ہی موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی اور موجودہ وزیر داخلہ نے حلف لیا تو on record ہے کہ انہوں نے یہ بات کہی کہ اگر ایک سال کے اندر اندر میں national security کی صورتحال کو ٹھیک نہ کر سکا تو میں اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دوں گا۔ 9 یا 10 مہینے ہو رہے ہیں national security کی صورتحال بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے اور قوم اب منتظر ہے کہ وزیر داخلہ کب اپنی زبان کا پاس رکھتے ہوئے اپنے عہدے سے استعفیٰ دیں گے۔ اس کے بعد جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا کہ تقریباً دو ہفتے پہلے National Assembly کی Standing Committee میں National Crisis Management Cell نے ایک بریفنگ دی اور اس بریفنگ میں یہ کہا کہ Islamabad is like volcano اور اس کے برعکس جناب وزیر داخلہ نے پنجاب ہاؤس کے اندر اگلے دن ایک پریس کانفرنس کی اور کہا کہ Islamabad is the safest city اور انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے اسلام آباد کے لیے ایک rapid force مرتب کر لی ہے اور وہ rapid force سات منٹوں کے اندر respond کرے گی۔ آج پاکستان اور اسلام آباد کے باسی وزیر داخلہ سے جاننا چاہتے ہیں کہ وہ سات منٹوں میں respond کرنے والی force ایک گھنٹے تک کیوں اسلام آباد کی کچہری نہیں پہنچ سکی۔ جناب چیئرمین! اس پریس کانفرنس میں یہ بھی کہا گیا کہ دو mock runs کیے گئے ہیں۔ اس کی افادیت کو ہم نے ٹیسٹ کیا ہے اور جہاں جہاں واردات کا عندیہ ملا ہے وہاں سات منٹوں کے اندر اندر وہ force پہنچی ہے۔ کل وکلاء اور ججز کے اوپر گولیاں چلتی رہیں، دہشت گرد دندناتے رہے، تین Vigos آئیں اور گئیں لیکن وہ rapid deployment force کہیں نظر نہیں آئی۔ ہمیں یہ بھی بتایا گیا اس پریس کانفرنس میں کہ ناکوں کے لیے ایک electronic طریقہ کار مرتب کر لیا ہے اور مجھے ابھی بھی وزیر داخلہ کا چہرہ T.V کے اوپر نظر آ رہا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اب we want to move it to the second level. وہ ناکے کہاں گئے؟ جن ناکوں کو عبور کر کے یہ دہشت گرد کچہری پہنچے۔ جناب چیئرمین! لاعلمی اور بے حسی کا عالم دیکھیے اور میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں چیف جسٹس آف پاکستان کو کہ وہ فوری طور پر وہاں پہنچے جبکہ وزیر داخلہ بہت دیر میں پہنچے۔ آج *suo moto* پر جو T.V پر خبریں چل رہی تھیں۔ Court نے Interior Secretary سے پوچھا کہ کتنے لوگ تعینات تھے، Interior Secretary نے کہا 67 لوگ تعینات تھے، IG سے پوچھا تو IG نے کہا 47 لوگ تعینات تھے۔ look at the difference Mr.

Chairman! the Interior Secretary is saying 67, IG police is saying 47 and when the court inquired how many of them were armed, the Honourable IG turned around and said I have no idea. IG کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ وہاں پر تعینات پولیس کے کتنے افراد کے پاس اسلحہ تھا، کتنے افراد کے پاس اسلحہ نہیں تھا۔ کورٹ نے پوچھا کہ کیا CCTV cameras موجود تھے، کہا cameras موجود ہیں لیکن کام نہیں کر رہے تھے۔ پوچھا گیا کہ کیا سیکورٹی گیٹ ہیں، کہا گیا سیکورٹی گیٹ ہیں لیکن کام نہیں کر رہے تھے۔ Interior Minister کہتا ہے کہ ہم نے اسلام آباد کے راستوں کے لیے سیکورٹی گیٹ منگوائے ہیں جب گاڑی یا ٹرک گزرے گا تو علم ہو جائے گا کہ اس میں کیا ہے لیکن افسوس صد افسوس ججوں اور وکلا کا خون بہتا رہا، گولیاں برستی رہیں، hand grenades پھینکے جاتے رہے، دہشت گرد کھلی چھٹی لے کر گھومتے رہے لیکن Interior Ministry کہیں پر نظر نہیں آئی۔

جناب چیئرمین! یہ کونسے اور کیسے مذاکرات ہیں، پاکستان کی عوام کے خون کے ساتھ ہولی کھیلی جا رہی ہے اور ہمیں کہا جا رہا ہے کہ ہم مذاکرات کر رہے ہیں۔ مذاکرات کس مسئلے پر ہو رہے ہیں، مذاکرات جن کے ساتھ آپ کر رہے ہیں وہ یہ بات علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ ہم صرف اور صرف نفاذ شریعت پر بات کریں گے۔ دہشت گردی کی paradigm کو ایک طرف رکھ دیا گیا ہے لیکن ہم حکومت پر یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں، کہ سسٹم پر، موجودہ آئینی سسٹم پر کسی قسم کی سودے بازی ہم نہیں ہونے دیں گے۔ جناب چیئرمین! یہ بات بھی واضح ہونی چاہیے کہ آپ جن سے مذاکرات کر رہے ہیں وہ ایک group ہے، اس گروپ نے اگر ceasefire کیا تو آپ ریاست ہیں، ریاست کی آئینی ذمہ داریاں ہیں۔ آئین یہ کہتا ہے کہ وفاقی حکومت پاکستان کے شہریوں کی جان و مال کا تحفظ کرے گی۔ جب آپ as a state ceasefire کا اعلان کرتے ہیں تو آپ کیا کہنا چاہتے ہیں کہ آپ نے آئین کے ان Articles کو in abeyance رکھ دیا ہے؟ کیا کل کو پاکستان کے شہریوں پر اگر پھر حملہ ہوتا ہے جیسے کل کچہری میں ہوا تو کیا آپ یہ کہیں گے کہ ہم نے ceasefire کیا ہوا ہے۔ ریاست اب ہاتھ نہیں اٹھائے گی، ریاست نے جنگ بندی کی ہوئی ہے۔ آپ نے ریاست کو اور گروپوں کو ایک level پر کھڑا کر دیا ہے۔ جناب چیئرمین! ریاست کی writ کو اتنا کمزور نہ کریں کہ کل کو اگر آپ اس writ کو منوانا بھی چاہیں تو then it is too late.

جناب چیئرمین! آخر میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ افسوس اس بات کا ہے کہ اتنا بڑا واقعہ ہوا، یہ ایوان بالا ہے، this is the House of Federation یہ وفاق کی نمائندگی کرتا ہے لیکن نہ کل اور نہ آج، نہ وزیراعظم آیا، نہ وزیر داخلہ آیا۔ کل آپ نے ruling دی کہ Interior Minister will come and brief the House and I do not see the Interior Minister. With due respect to my dear friends, colleagues and brothers, he is the Minister of State. This is an incident in which the Prime Minister should have been present before the National Assembly and the Senate to explain his position on the dialogue, on the writ of the state لیکن وزیراعظم کو چھوڑیں، وزیر داخلہ بھی سینیٹ میں نہیں آیا۔ میں یہ بات واضح کر دوں کہ رپورٹ ہم آپ کی رولنگ کے مطابق لیں گے تو وزیر داخلہ سے لیں گے، Minister of State کو ہم سننے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔

جناب چیئرمین: جی بابر غوری صاحب۔

سینیٹر بابر خان غوری: شکریہ، جناب چیئرمین! آج کی صورت حال میں سب سے اہم بات ایک سینیئر ترین سیاستدان حمزہ صاحب نے اپنی تقریر کے دوران کہی اور حکومتی سائیڈ سے کہ آج اس بات پر جو پوری قوم کہہ رہی ہے اس بات کو انہوں نے دہرایا کہ ہم کس بات پر مذاکرات کر رہے ہیں، کیوں مذاکرات کر رہے ہیں، کیا وجہ ہے، کیا ہم surrender کر چکے ہیں، یہ طے کر چکے ہیں کہ ان کے آگے ہم surrender کر چکے ہیں؟ آپ نے دیکھا ceasefire کی بات کی گئی، اس کے بعد اسلام آباد میں جس طریقے سے یلغار ہوئی اور پینتالیس منٹ تک F-8 دہشت گردوں کے قبضے میں رہا۔ آج پورا پاکستان یہ بات سوچنے پر مجبور ہے کہ جب ہمارا دارالخلافہ بے بس ہے تو پورے ملک کی صورت حال کیا ہو گی۔

جناب چیئرمین! بار بار ہم یہ بات کہہ رہے ہیں کہ آج نہیں تو کبھی نہیں، اگر آج آپ نے ہمت نہیں کی، آج آپ نے ایکشن کا فیصلہ نہیں کیا تو شاید پھر کبھی نہ کر پائیں اور دیر ہو جائے۔ یہ وقت ہے کہ ہمیں فیصلے کرنے ہوں گے۔ آپ ایک طرف نیشنل سیکورٹی پالیسی کی بات کرتے ہیں، نیشنل سیکورٹی پالیسی نہیں ہے، وہ آپ کی ایک حکمت عملی ہے۔ اداروں کی بہتری کے لیے ایک

document ہے، اداروں کو کیسے کام کرنا چاہیے، ان میں بہتری کیسے لانی چاہیے اس کی حکمت عملی کا ایک document ہے۔ نیشنل سیکورٹی یہ ہوتی ہے کہ آپ کے دشمن کون ہیں، ان سے نمٹنا کیسے ہے، ان کو جواب کیسے دینا ہے اس کے لیے تمام لوگوں کو اعتماد میں لیا جاتا ہے اس کے بعد فیصلے کیے جاتے ہیں اور فیصلے کرنے کے بعد عمل کیا جاتا ہے۔ عمل کرنے کا جو طریقہ کار ہے وہ آپ کی ذمہ داری ہے، حکومت آپ کی ہے۔ آج پاکستان کی عدلیہ پر جس طرح حملہ ہوا ہے، جس طرح وکلا پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے بھونا گیا ہے، جس طرح جج کو شہید کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں یہ بہت بڑی ناکامی ہے۔ آج اس ایوان میں حکومت کی طرف سے جو کل آپ کی رولنگ تھی جیسے ابھی رضا ربانی صاحب نے کہا کہ وزیر داخلہ صاحب کو چاہیے کہ وہ آئیں اور بتائیں کہ ہماری کہاں پر کس قسم کی ناکامی تھی، پولیس کی تھی، intelligence agencies کی ناکامی تھی، کون لوگ اس کے ذمہ دار ہیں۔ ایک طرف ناکوں کی بات ہوتی ہے، کہ جی ناکوں پر آپ لوگ انتظار نہیں کرتے۔ 9/11 کے بعد پورے امریکہ میں سیکورٹی کو مضبوط کیا گیا کہیں پر بھی سڑکیں بند نہیں کیں، آج بھی آپ White House کے سامنے جا کر اپنی فیملی کے ساتھ فوٹو بنوا سکتے ہیں۔ دنیا بھر کے سیاح وہاں پر کھڑے ہوتے ہیں، یہ نہیں کہ ایک میل دور، دو میل دور سڑکیں بند کر دی گئی ہیں۔ انہوں نے اپنی حکمت عملی تبدیل کی، انہوں نے اپنی intelligence agencies کو مضبوط کیا، ان کے network کو بڑھایا۔ انہوں نے دہشت گردوں کو target کیا۔ یہاں پر تو سیاستدانوں کی movement کو دیکھا جاتا ہے۔ کون اسلام آباد ایر پورٹ سے آ رہا ہے، کون جا رہا ہے، کس نے land کیا، کس نے take off کیا۔ ان کی گفتگو سنی جا رہی ہے۔ ان کی گفتگو tap کی جا رہی ہے۔ یہ لوگ دہشت گردوں کو چھوڑ کر سیاستدانوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور دہشت گرد اپنا کام کر رہے ہیں۔ آج ہمیں سوچنا ہو گا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! آج میں اس ایوان میں بتانا چاہتا ہوں جو ہم لوگ شروع سے کہہ رہے ہیں کہ بات چیت کرنا، مذاکرات کرنا ہماری کمزوری ہے۔ بات چیت ہمارا surrender ہے اور کیا ہم لوگ surrender کر چکے ہیں؟ حکومت ہمیں یہ بتائے۔ عوام کو یہ بتائیں کہ کیوں ہم ایک چھوٹے سے گروپ کے آگے surrender کر رہے ہیں؟ آج وہ لوگ کارروائیاں کر رہے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم نے نہیں کیا تو پھر یہ کس نے کیا؟ پھر ہماری agencies ہم کو بتائیں، ہمارے ادارے بتائیں، ہماری حکومت بتائے کہ یہ کون سا گروپ ہے جو یہ کارروائیاں کر رہا ہے؟ جب ایک چھوٹا گروپ جس کی اتنی زیادہ طاقت ہے کہ اس نے اسلام آباد میں آپ کی پوری سیکیورٹی کو توڑ کر 45 منٹ تک اپنی کارروائی کی، پھر بڑے گروپس کیا کریں گے۔ اس کا مطلب ہے

کہ ہم مزید کمزور ہوگئے ہیں۔ یہ لمحہ فکریہ ہے۔ ابھی بھی وقت ہے کہ ہم نے جو بھی فیصلے کیے ہیں، ان پر نظر ثانی کریں اور پاک فوج تیار ہے، ہمارے ادارے تیار ہیں، پوری قوم تیار ہے، فیصلہ آپ نے کرنا ہے اور قوم فیصلے کا انتظار کر رہی ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: حاصل بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! گو کل کے واقعے نے اسلام آباد کو ہلا دیا اور شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم بہت بڑی توقعات لے کر بیٹھے تھے کہ کوئی نہ کوئی راستہ نکلے گا اور ہم کسی طرح امن کی طرف پہنچیں گے مگر ہم شاید یہ بھول جاتے ہیں کہ دہشت گرد دہشت گرد ہوتا ہے، وہ کوئی سیاسی جماعت نہیں ہوتی۔ جب کانفرنس بلائی گئی اُس کانفرنس میں ہم سب نے متفقہ طور پر، چاہے وہ پیپلز پارٹی تھی چاہے وہ ANP تھی، چاہے وہ MQM تھی، ہم سب نے کہا کہ اگر مذاکرات ممکن ہیں تو مذاکرات کیے جائیں۔ پہلی مرتبہ مذاکرات توڑ دیے گئے، بہانہ یہ تھا کہ جی drone حملہ ہوا ہے لہٰذا ہم مذاکرات نہیں کریں گے۔ Americans ہمیں مذاکرات نہیں کرنے دے رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ابھی تک یہ اس کمیٹی کو جس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ مذاکرات ہوں، اُس کو بُلا کر یہ بھی نہیں پوچھا گیا کہ جو تھوڑے بہت مذاکرات ہوئے ہیں وہ کس سے ہوئے ہیں؟ بات سیدھی ہے، اگر آپ کہتے ہیں کہ ہم مذاکرات کریں گے، ہم مذاکرات سے دہشت گردی کو ختم کریں گے۔ ریاست دہشت گرد کے ساتھ مذاکرات نہیں کر سکتی۔ دہشت گرد کسی discipline میں نہیں ہوتا ہے۔ اس کا کوئی اخلاق، کوئی دین، کوئی ایمان نہیں ہوتا ہے۔ میرے خیال میں اگر ان تمام اموات کو اکٹھا کیا جائے جو لوگ اس دہشت گردی میں مارے گئے وہ لوگ جو پاکستانی فوج کے، پاکستان کے civilians, FC اور security forces کے ہیں شاید ان کی تعداد اس سے بھی کم ہے جو 1965 میں ہندوستان کے ساتھ جنگ میں مارے گئے۔

ایسے حالات میں ریاست کی کیا ذمہ داری ہے؟ ریاست کس چیز کو کہتے ہیں؟ یا تو ہم نے ریاست کی definition بدل دی ہے یا ہم یہ بھول گئے ہیں کہ ریاست کی ذمہ داری امن قائم کرنا ہوتی ہے۔

چیئرمین صاحب! zero tolerance to gun تک اگر ریاست نہیں جاتی، چاہے وہ بندوق کسی بھی طالبان کے پاس ہو، کسی militant group کے پاس ہو یا کسی فرد کے ہاتھ میں ہو، وہ illegal ہوتا ہے۔ اگراب بندوق ریاست کے ہاتھ میں نہیں ہے تو پھر اس ریاست کی definition بدل جاتی ہے۔ اگر ریاست اپنے شہری کو تحفظ نہیں دے سکتی تو اس ریاست کی definition بدل جاتی ہے۔ اگرآج وہ کہتے ہیں کہ ہم گلے کاٹیں گے اور ہم کہتے ہیں کہ ہم آپ سے مذاکرات کریں گے۔ میرے خیال میں اب ایسا نہیں ہوگا۔ جتنی کوشش کرنی تھی ہم نے کر لی، جتنے مذاکرات ہونے تھے، ہم نے کر لیے۔ اب سوال یہ ہے کہ طالبان نے کہا کہ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ گل بہادر علیحدہ ہوتا ہے، کہتا ہے کہ میرا تو ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔آج صبح میں پڑھ رہا تھا کہ وہ شاہداللہ شاہد کے علاوہ کچھ پنجابی طالبان گروپس ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ان مذاکرات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ریاست اس ملک میں اپنی writ برقرار رکھنا چاہتی ہے یا نہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اب ریاست کو، حکومت کو فیصلہ کرنا ہوگا۔ آپ کو ایک لکیر کھینچنی ہوگی کہ اس لکیر سے آگے جو بھی آئے گا ریاست اس کو معاف نہیں کرے گی۔ مجھے تو حیرت ہے کہ مذاکراتی ٹیم میں کچھ لوگ ہیں جن کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھی ہیں، یہ ان کے الفاظ ہیں۔اس کو مذاکرات کہتے ہیں۔ اگر دہشت گرد ہمارے دوست اور ساتھی بننا شروع ہوجائیں تو پھر ہمارا کیا ہوگا؟ خبر آتی ہے کہ فلاں banned organization کا لیڈر ہے، جلسے میں جاتے ہوئے اس پر فائرنگ ہوئی، اس کے guards ہلاک ہوگئے اور وہ بال بال بچ گیا۔ اگر وہ banned organization سے تعلق رکھتا ہے تو وہ جلسے کیوں کرتا ہے؟ اس کو تو جیل میں ہونا چاہیے مگر وہ جلسے کر رہا ہے۔ دیکھیں اس رویے کے ساتھ آپ اپنے لوگوں کو تحفظ نہیں دے سکتے۔ ہمیں تو نہیں پتا کہ 62 گروپس ہیں۔ 62 organizations ہیں جو banned ہو چکی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان میں سے کتنوں سے مذاکرات ہوں گے؟ اگر تین نے مزاکرات نہیں کیے اور اس شہر کو جلانا شروع کیا تو پھر ہم کیا کریں گے؟ آیا طالبان ایک ریاست ہے جو ہم اپنے level پراُن کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کر رہے ہیں؟ اور بات چیت کے لیے بھی ہمیں اُن کی credibility پر کوئی اعتراض نہیں ہے مگر ایک چیز ضرور ہے کہ ان مذاکرات میں جن لوگوں کو select کیا گیا وہ وہ لوگ تھے جن کو سمجھا گیا کہ ان کی کوئی نہ کوئی sympathy طالبان کے ساتھ ضرور ہے۔ وہ جماعتیں چاہے کوئی ہوں اگر آپ کہتے ہیں consensus بنے تو consensus پاکستان میں نہیں بنے گا۔ آپ جب بھی طالبان کے خلاف آپریشن کریں گے، ساری مذہبی جماعتیں ایک طرف کھڑی

ہوں گی اور وہ آپ کا ساتھ نہیں دیں گی۔ وہ اس لیے آپ کا ساتھ نہیں دیں گی کہ وہیں سے ان کا vote bank derive کرتا ہے۔ اس لیے آپ یہ بات بھول جائیں کہ ہمارا کسی آپریشن پر consensus ہو گا۔ فوری طور پر حکومت، ریاست اور سیاسی جماعتوں کی ایک conference بلائی جائے، جس میں deliberations ہوں اور فوری طور پر فیصلہ کیا جائے کہ کیا کرنا ہے کیونکہ جتنی دیر تک ہمارے مذاکرات چلتے رہیں گے، ان کو طاقت ملتی رہے گی۔ ان کی strategy کیا تھی اور کیا نہیں تھی مگر آج وہ ریاست کے سامنے کھڑے ہیں اور ہمارے مقابلے میں آگئے ہیں۔ کل جس جج کو مارا گیا، ہماری اطلاع کے مطابق ان کے راستے میں جو بھی آیا، اس کو مارتے رہے کیونکہ انہوں نے اس جج کو ضرور مارنا تھا جو کسی case میں involved تھا۔ اگر ان کی صلاحیت اتنی ہے کہ جو ان کے نظریات کے خلاف ہیں، وہ ان کو ڈھونڈ، ڈھونڈ کر مارنا شروع کر دیں اور ہم ان کو protect نہ کر سکیں تو پھر پارلیمنٹ میں کوئی نہیں رہے گا کیونکہ انہوں نے لکیر کھینچی ہے کہ ہمارے نظریات کی یہ لکیر ہے۔ اس کو جو پار کرے گا، ہمیں نہیں مانے گا، ہم اس کو ماریں گے۔ اس میں انہوں نے مذہبی discrimination رکھی ہے اور ان کی نظر میں liberals, non liberals, democrats بریلوی اور شیعہ سب قابل گردن زدنی ہیں۔ اب اگر ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم ساری آبادی کو ان کے حوالے کر دیں گے، ان کے آگے جھونک دیں گے تو اور بات ہے لیکن میرے خیال میں اتنی قتل و غارت کے بعد کسی دہشت گرد organization سے، I am very sorry کہ آج طالبان نے کہا کہ ہمیں حکومت نے کہا ہے کہ بتاؤ یہ کون ہیں۔ یہ ایک دہشت گرد organization کو کہہ رہے ہیں کہ ہمیں بتاؤ اسلام آباد میں ہونے والا واقعہ کس نے کیا ہے اور انہوں نے بڑی خوبصورتی سے جواب دیا کہ ہم کسی کے investigator نہیں ہیں اور ہم کسی کو نہیں ڈھونڈیں گے، آپ جا کر خود ڈھونڈیں۔ ان کا جواب دیکھیں کہ وہ کس level پر جواب دے رہے ہیں۔ They are responding to the Interior Minister today. اگر اس کو سمجھنے کی کوشش کریں تو وہ اس طرح respond کر رہے ہیں کہ ہم کوئی جواب نہیں دیں گے۔ ہم اس ملک کی کوئی investigation organization نہیں ہیں کہ اسلام آباد کے واقعے والوں کو ڈھونڈیں۔ جناب! میری حکومت اور تمام سیاسی جماعتوں سے درخواست ہے کہ فوری طور پر بیٹھیں اور اس مسئلے کو اختلافی نہ بنایا جائے کیونکہ اس میں ایسا نہیں ہے کہ پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کیا کہہ رہی ہے یا فلاں اور وزیر اعظم میاں نواز شریف کیا کہہ رہے ہیں، یہ point scoring کا وقت نہیں ہے۔ اس وقت اس ریاست، اس میں بسنے والے اٹھارہ کروڑ لوگوں کی زندگیاں at stake ہیں۔ دنیا بھر میں جو بھی گند ہو،

اس کا الزام ہم پر آتا ہے، ہمیں اس سے نکلنا ہوگا۔ اگر ہم اس سے نہ نکل سکے اور یہ جنگ لڑ کر اس میں کامیاب نہ ہوئے تو یہ ریاست جہاں میں اور آپ بیٹھے ہوئے ہیں اس شکل میں نہیں رہے گی۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: عبدالنبی بنگش صاحب۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: جناب چیئرمین! شکریہ۔ کل کے واقعے کی جتنی بھی مذمت کی جائے، کم ہے۔ 20 اکتوبر 2013 کو جب سکندر نے اسلام آباد اور پورے پاکستان کو hostage بنایا تھا تو میں نے یہ floor of the House پر کہا تھا جس کو Interior Minister *sahib* نے personal لیا، میں وہ بات یہاں نہیں کرنا چاہوں گا لیکن اگر آپ conclusion کو دیکھیں تو میں نے اس وقت یہی کہا تھا کہ ہم نے criminals کو بہت غلط message دیا ہے کیونکہ آپ کبھی کہتے تھے اسلام آباد پولیس کے پاس Stane Guns نہیں ہیں، کبھی کہتے تھے کہ ہمارے پاس expertise نہیں ہے۔ میں SSP Islamabad کا بطور خاص ذکر کرنا چاہوں گا کہ وہ civil کپڑوں میں Don کی طرح آ کر سکندر کے ساتھ گفتگو کرتا رہا۔ ٹھیک ہے IG is the head of the police لیکن immediate boss SSP ہے لیکن وہ ڈیڑھ گھنٹے کے بعد جائے وقوعہ پر آیا اور اس کی شکل سے پتا چلتا تھا کہ ابھی اٹھ کر آیا ہے۔ وہ اسی طرح civil کپڑوں میں وہاں کھڑا تھا اور جب media کے سامنے آیا تو اس کے پاس zero information تھی جبکہ اس سے زیادہ information ہمیں اور گھر بیٹھے ہوئے لوگوں کے پاس تھی۔ اس نے casualties کی تعداد غلط بتائی، number of culprits غلط بتائے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس کا چہیتا ہے؟ اس کی body language ہی professional نہیں ہے۔ کل قوم نے جو سانحہ دیکھا ہے، موجودہ وزیر داخلہ صاحب اس قوم کو sugar coated poison کھلا رہا ہے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں کوئی سیاسی بات نہیں کرنا چاہتا، اس قوم کی بات کرتا ہوں کہ انہوں نے criminals کے سامنے معذرت خواہانہ بلکہ بزدلانہ رویہ اختیار کیا ہوا ہے۔ وہ ہماری Armed forces, security forces, civilians, judges اور علما، ہمارے 45000 افراد کے قاتل ہیں اور وہ یہ ببانگ دہل کہتے ہیں لیکن آج تک ہمارے وزیر داخلہ صاحب اور مولانا عمران خان صاحب حکیم اللہ محسود کی موت کے صدمے سے باہر نہیں آ سکے۔ میں حیران ہوں کہ جس بندے پر head money مقرر تھی، جو state کو wanted تھا، جب اس کو ہلاک کیا گیا تو آپ اس پر آنسو بہاتے ہیں۔ آپ کی ذمہ داری

کیا ہے؟ اس کی first, third and fourth command ایک ڈرون حملے میں ماری گئی۔ اس کی second command لطیف اللہ محسود کو NATO forces نے افغانستان میں capture کر لیا تھا تو ایک مہینے تک کبھی سجنا اور کبھی کسی اور کا نام آرہا تھا، ان کے پاس کوئی بندہ نہیں تھا، انہوں نے افغانستان سے بندہ import کیا۔ This was the right time. طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جب آپ کا دشمن کمزور ہو جائے تو اس پر مزید pressure ڈالا جائے کہ آپ کا بھی یہی حشر ہو گا لیکن آپ نے رونا، دھونا شروع کر دیا۔ آپ ان کا سوئم اور چہلم مناتے رہے، اب ان کی برسی آرہی ہے آپ وہ منائیں گے۔ انہوں نے مولانا فضل اللہ کو جو anti Pakistan ہے اور وہ یہ کھلم کھلا کہتا ہے جس نے جنرل ثنا اللہ نیازی اور کرنل کی شہادت کو قبول کیا تھا کہ ان کو میں نے مروایا ہے۔ اس وقت یہ مذہبی پارٹیاں جو ہماری آستین کا سانپ ہیں، مجھے یہ بتائیں کہ مولانا سمیع الحق کی کیا حیثیت ہے؟ کیا دونوں ایوانوں میں ان کا ایک بھی نمائندہ ہے؟ نہیں ہے۔ مولانا یوسف شاہ کون ہے؟ کل تک اس کو کوئی جانتا تھا؟ یہ مولانا سمیع الحق کا ایک منشی تھا، آج وہ breaking news میں ہے، میں media والوں کو بھی دست بستہ عرض کروں گا کہ خدارا! ان لوگوں کو اہمیت مت دو۔ ان کی breaking news آرہی ہیں، ان کو تو یہی چاہیے تھا کہ کسی طرح سے in ہوں۔ ہم سب اس surprise میں رہتے ہیں کہ کب سمیع الحق کے منہ سے کوئی کلمہ خیر نکلے اور ہم بغلیں بجائیں۔ آپ اگر ان سے کسی اچھائی کی توقع رکھتے ہیں تو آپ اپنے آپ کو اور اس قوم کو دھوکے میں رکھ رہے ہیں۔

حمزہ صاحب جو ایک symbol ہیں اور ہم سب کا ideal ہیں، بزرگ ہیں۔ ان میں جرات ہے کہ وہ حکومتی بنچ پر بیٹھ کر بھی سچ بولیں لیکن حکومتی بنچ پر بیٹھے ہوئے ہمارے بہت سے ساتھی کھل کر نہیں بول سکتے لیکن خدا گواہ ہے کہ وہ خود بھی اپنے ضمیر کے قیدی ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ party discipline کی وجہ سے خاموش ہیں لیکن وہ ہمیں اپنی ذاتی حیثیت میں بتاتے رہتے ہیں کہ وہ حکومت کے موجودہ رویے سے مطمئن نہیں ہیں۔ میں ایک بات کہوں جناب! ہماری Armed forces اور پوری قوم ایک page پر ہے۔ اگر ایک page پر نہیں ہے تو موجودہ حکومت نہیں ہے۔ قوم اور Army کے بیچ میں کون حائل ہے؟ ہماری موجودہ حکومت جو کہ تذبذب کا شکار ہے اور میں کہتا ہوں کہ وہ حواس باختہ ہو گئی ہے اور جو ان criminals کے سامنے completely surrender کر چکی ہے۔

جناب! میں بزنجو صاحب کی تمام باتوں سے اتفاق کرتا ہوں صرف ایک عرض کرتا ہوں کہ deliberation کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بہت ہو چکی۔ اب عمل کرنے کا وقت ہے۔ میں اس حوالے سے علامہ اقبال کا ایک شعر سنانا چاہوں گا۔

یہ گھڑی محشر کی ہے، تو عرصہ محشر میں ہے

پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

اس طرح مت کرو، آپ کے دفتروں میں بہت سی files پڑی ہیں، آپ کے پاس logically بہت سا مواد ہے، ان چیزوں کو مزید linger on کرنے کا مطلب یہ ہو گا کہ آپ نے ان کو reorganize کیا۔ یہ ہوتا رہے گا، آپ کی Armed forces اور دیگر ریاستی ادارے آپ کے حکم کے تابع ہیں، آپ نے ان کو کہا کہ مت کرو، وہ چپ ہو گئے لیکن ان criminals کا کون سا طریقہ کار ہے؟ ان کے پاس ایسا کون سا mechanism ہے، مجھے بتائیں اور وہ خود کہتے ہیں کہ کچھ groups ہیں جن پر ہمارا اختیار نہیں ہے۔ پھر آپ کس چیز کی جنگ بندی کر رہے ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں ، ان کی شاخیں ہیں، یہ آپ پر اپنی دھونس، دبدبہ، رعب اور ڈراتے دھمکاتے ہیں تا کہ وہ اچھی bargaining position میں ہوں۔ کیوں کہ اس نے آپ لوگوں، حکومتی رویے اور خاص طور پر وزیر داخلہ صاحب کے بلند بانگ دعوے اور آخر میں یہ شرم کی بات ہے کہ ہم طالبان سے کہیں کہ کھوج لگاؤ اور ہمیں بتاؤ کہ یہ کون لوگ ہیں۔ ہمارے وزیر دفاع کہتے ہیں کہ ان کو مذمت کرنی چاہیے۔ آپ کس سے دوا مانگ رہے ہیں؟ خدا کا خوف کریں، میں گزارش کروں گا کہ ہم چاہتے ہیں کہ موجودہ حکومت ہی deliver کرے۔ ہم ان کے ساتھ ہیں لیکن یہ آگے بڑھیں اور گومگو کی کیفیت سے باہر آئیں۔ قوم ہیجان میں مبتلا ہے، ہماری Armed forces کو demoralize کیا جا رہا ہے۔ ان چیزوں کو باہر نکالیں، آپ کی line of action crystal clear اور ایک direction میں ہونی چاہیے۔ آپ اپنے actions clear کریں، ہم آپ کے ساتھ ہیں لیکن please آگے بڑھیں مزید دیر نہ کریں۔ بڑی مہربانی، شکریہ۔

سینیٹر ملک محمد رفیق رجوانہ: شکریہ۔جناب چیئرمین! میں گزارشات کے لیے اپنا نام تو دے بیٹھا لیکن سوچ رہا تھا کہ زبان سے کیا کہوں، زبان ساتھ نہیں دیتی، دل سے کیا کہوں اور دماغ سے کیا سوچوں۔ ایک مسلمان بھی ہوں، پاکستانی بھی ہوں، اس ایوان بالا کا ادنیٰ سا رکن اور ایک وکیل

بھی ہوں۔ کل جو اسلام آباد کا واقعہ ہوا، انتہائی افسوس ناک تھا۔میں ملتان ہائی کورٹ بار میں تھا جب صبح ہمیں یہ اطلاع ملی۔ پورے ملک کا ماحول سوگوار ہو گیا اور مسلسل ان دوستوں سے رابطہ رہا جو بتا رہے تھے کہ ہم لاشوں کے ٹکڑے اٹھا رہے ہیں۔۔ ہم زخمیوں کو ہسپتال لے جا رہے ہیں۔ سارا دن ٹی وی پر بھی ticker چلتے رہے تو پھر وہی بات ذہن میں آئی جو پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ پاکستان میں خون شاید خدانخواستہ پانی سے ارزاں ہو گیا ہے۔وہ لوگ جو پاکستان میں انصاف کے حصول کے لیے ایڑیاں رگڑ رگڑ کے مر جاتے ہیں، وہ عدالتوں کے باہر گولیوں کا نشانہ بن گئے۔وہ وکیل جو حصول انصاف کے لیے کالا کوٹ پہنتے ہیں، وہ بھی خالق حقیقی سے جا ملے یا زخمی ہو گئے۔ وہ جج صاحبان جو لوگوں کے ساتھ انصاف کرتے ہیں اور یہاں میں exceptionضرور لوں گا کہ کچھ جج صاحبان انصاف نہیں بھی کرتے، تو وہ جج صاحب اس خالق حقیقی سے جا ملے ہیں، اسلام آباد بار کے لوگ بتا رہے ہیں۔ انتہائی ایماندار شخص اور uprightآدمی تھے اور حق کی بات کرتے تھے، وہ بھی انصاف دیتے دیتے خالق حقیقی سے جا ملے۔آج supreme courtمیں cases تھے لیکن ہڑتال تھی اور ہم پیش نہیں ہوئے اور میں *suo motu* کارروائی کا آنکھوں دیکھا حال معزز ایوان کو جناب کی اجازت سے عرض سے کرنا چاہتا ہوں۔ وہاں Secretary Interiorبھی آئے ہوئے تھے اور ہم سارے وکلا*sahib* Chief Justice کے سامنے پیش ہوئے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ بار کے صدر، جنرل سیکرٹری، ڈسٹرکٹ بار کے عہدیداران اور سینئر و جونیئر وکلا حضرات بھی موجود تھے۔ انہوں نے جو حالات بتائے، انتہائی افسوسناک تھے۔ نہ کوئی walk through gateکام کر رہا تھا، نہ CC TV Camerasکام کر رہے تھے اور تضاد تھا کہ وہاں کتنے بندے deployedتھے۔ ایک وکیل صاحب بتا رہے تھے کہ میں نے ایک سپاہی کو کہا تیرے پاس پستول ہے تو کیوں نہیں چلاتا۔ اس نے کہا ہم نے تو کبھی چلایا ہی نہیں۔ وہ کہتے ہیں، میں نے اس کو زبردستی مجبور کیا کہ تم پستول چلاؤ۔ وکلا کے جو جذبات تھے، میں بھی کل جذباتی ہو گیا سارا دن آنکھوں میں آنسو رہے اور آج بھی Supreme Court میں جب یہ حالت دیکھی تو Chief Justice نے بڑا serious noticeلیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جتنے عہدیداران ہیں، تحریری طور پر لکھ کر دیں جس طرح انہوں نے یہ واقعہ دیکھا اور جو کچھ آپ محسوس کرتے ہیں کہ کن کی سستی اور کوتاہی ہے۔ میں صبح اخبار میں دیکھ رہا تھا، وہ بچی جس کا ذکر خیر وہاں بھی ہوا جو Londonسے تعلیم حاصل کر کے آئی تو آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ ابھی اس کے ہاتھ بھی پیلے نہیں ہوئے تھے۔ ان ماؤں کی صورت حال کیا ہو گی؟ اس جج صاحب کے خاندان کی کیا صورتحال ہو گی؟ کہتے ہیں کہ if you step into

litigantحضرات اور باقی نوجوان وکلا اور جج صاحب تو جن کے گھر والے، somebody's house جو اس واقعے میں دنیا سے چلے گئے، ان کے کیا جذبات ہوں گے؟ دوستوں نے بالکل بجا کہا اور میں یہ کہتا ہوں کہ اگر طالبان ایسے واقعے سے لاتعلقی کا اعلان کریں، should we believe it as a gospel truth کہ وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں؟ کیا اس بات کو بڑے غور سے نہیں دیکھنا چاہیے کہ اس سے پہلے تو یہ تاثر تھا کہ شاید سارا کچھ طالبان کر رہے ہیں اور بات چیت چلے گی تو everything will be in status quo اور خاموشی ہو جائے گی۔ مگر بدقسمتی سے ایسے لوگ موجود ہیں، اب پہلی مرتبہ احرار الہند کا نام آ گیا، پتا نہیں یہ کہاں سے آ گیا؟ آپ صاحب بصیرت لوگ ہیں معزز پریس بھی موجود ہے اور بنگش صاحب نے ہاتھ باندھ کے میڈیا سے عرض کیا ہے کہ ان لوگوں کو اتنی projection نہ دیں تو میرے بندھے ہوئے ہاتھ بھی میڈیا کی طرف ہیں کہ ایسے لوگوں کو direct line پہ لے کے ان کے interview کر کے، یہ میڈیا کی rating اپنی جگہ پر ہے لیکن پہلی rating ملک، nation عوام اور امن کی ہونی چاہیے۔ پہلی rating ملک کی ہونی چاہیے، عوام کی ہونی چاہیے، امن کی ہونی چاہیے، کاروبار تو چلتے رہتے ہیں۔ Media میں آپ حضرات بھی جاتے ہیں اور ہم بھی جاتے ہیں۔ میں نے media والوں سے گزارش کی ہے کہ آپ دس پندرہ دن اس topic کو بند کر دیں کیونکہ لوگ انتہائی پریشان اور ہیجان کا شکار ہیں۔ ان سے direct رابطے ہو رہے ہیں اور ان کی باتیں آ رہی ہوتی ہیں، ان کو اہمیت دی جا رہی ہوتی ہے، میرے خیال میں ان کو اہمیت نہ دیں کیونکہ وہ ملک دشمن ہیں، ان کی ملک کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہے، وہ کس طرح کا اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں؟

جناب! اب اس کچہری کے واقعہ کو دیکھیں، جن صاحبان نے F-8 دیکھا ہوا ہے اور ہمارے juniors کے وہاں پر chambers بھی ہیں، وہ ایک commercial market ہے اور عرصہ دراز سے وہاں پر کچہری بنی ہوئی ہے، وکلا کی بڑی demand تھی کہ آپ ہمیں Judicial Complex دیں، Judicial Complex بنایا گیا لیکن وہاں پر Islamabad High Court کو shift کر دیا گیا۔ F-8 میں دکانیں ہیں، hotels ہیں، وہاں پر security کا کوئی نظام ہی نہیں ہے۔ اب Islamabad High Court کی عمارت Supreme Court کے سامنے شروع کرائی گئی ہے۔ ایک بات جو Supreme Court میں ہوئی اور میں معزز ایوان سے مودبانہ گزارش کروں گا کہ جو وکلا، جج صاحبان اور دوسرے civilian لوگ شہادت پا چکے ہیں، ان کے لواحقین کو compensation

دی جائے ، ان وکلا اور جج صاحبان کے بالغ افراد میں سے کسی ایک کو سرکاری نوکری ضرور دی جائے کیونکہ وہ دہشت گردی کی بھینٹ چڑھے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپ سمیت ہم سب کو اللہ سلامت رکھے، ہم لوگ جتنے پھر رہے ہیں، ہم as per chance پھر رہے ہیں otherwise everybody is a soft target, اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ رکھے، کسی کو کوئی پتا نہیں ہے کہ وہ کس وقت کسی کا شکار بن جائے۔

جناب! اب دوسری بات ہے کہ I hope, nobody will mind it کیا ہم ان حالات پر political mileage لے سکتے ہیں، میں بطور ایک شہری سمجھتا ہوں کہ نہیں لے سکتے، no political mileage on this issue, no point scoring. یہاں پر استعفے کا مطالبہ آیا اور دوسرا مطالبہ بھی آیا، میں اس بات کی protection بھی نہیں لینا چاہتا کیونکہ Treasury Bench پر کھڑا ہوں اور میں حق بات کرنے کی کوشش بھی کر رہا ہوں ۔ بنگش صاحب نے ضمیر کے قیدی کا بھی حوالہ دیا لیکن یہاں پر بڑے لوگ ہر وقت حکومت کے قیدی رہتے ہیں، اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے، کبھی کوئی کسی دور حکومت کا قیدی رہتا ہے، کبھی کوئی کسی اور دور حکومت کا قیدی رہتا ہے، مگر جواب خدا کو دینا ہے۔ کل جو لوگ اسلام آباد کچہری میں لقمہ اجل بنے، خدا نخواستہ، خدا نخواستہ کوئی بھی بن سکتا ہے، اس دعا کے ساتھ کہتا ہوں کہ اللہ سب کو سلامت رکھے، کوئی بھی بن سکتا ہے۔

جناب! میں اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے عرض کروں گا کہ جذبات قابل قدر ہیں، دکھ اور غم میں سب شریک ہیں، جنازوں کو کندھا دینے کے لیے سب شریک ہیں، ملکی مفاد سب سے above ہے اور national cause سب سے اوپر ہے، اتحاد اور یگانگت ہونی چاہیے۔ میری گزارش ہو گی کہ جب اس پر تقریریں wind up ہوں یا دوسرے صاحبان تقریریں کریں،

let us also give a message of unity to the nation, we must give it...

(مداخلت)

سینیٹر ملک محمد رفیق رجوانہ: جناب! وہ خود جواب دیں گے۔

Mr. Chairman: Rajwana *sahib,* don't cross talk, kindly conclude it.

سینیٹر ملک محمد رفیق رجوانہ: آپ اپنا message دے دیں اور انشاء اللہ وزیر اعظم صاحب بھی message دیں گے اور وہ ساتھ ہیں۔ آپ اپنا message ضرور دیں honestly, I swear, میں کوئی criticize نہیں کر رہا، میں اپنے دل کی بات کر رہا ہوں۔ میں اسی گزارش اور ادب سے اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں کہ قوم بہت demoralized ہے، policy making, decisions, اور عمل میں قوم ایوانوں کی طرف دیکھتی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ سب باتیں اپنی جگہ پر ہیں، سر آنکھوں پر ہیں، آپ ایک unity کا message دیں کہ ہم متحد ہیں۔ اب اس پر ضرور فیصلہ ہونا چاہیے کہ کیا مذاکرات کی بات کو اور لمبا کرنا چاہیے، they should take advantage of this or not. ہمیں اس بات پر unity کرنی چاہیے اور میں اس بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ضرور کرنی چاہیے۔ میں اسی بات پر آپ سب کی patient hearing کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ جی مختیار احمد دھامرا صاحب۔

سینیٹر مختیار احمد دھامرا: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ میں سب سے پہلے کل کے واقعے اور اس دہشت گردی کے نتیجے میں پورے پاکستان میں ہونے والی شہادتوں کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔ جناب چیئرمین! میں اپنی مختصر بات میں صرف اتنا کہوں گا، جس کا بنگش صاحب نے بھی اشارہ کیا کہ یہ حکومت جب برسر اقتدار آئی تو چند دنوں کے بعد اسلام آباد میں ایک واقعہ رونما ہوا اور اس میں ایک شخص نے صرف دو بندوقوں کے ذریعے پورے system کو jam کر دیا اور اس شہر میں کیا جس میں کل ایک واقعہ رونما ہوا۔ ہم آج ایوانوں میں بات کر رہے ہیں اور اس خدشے کا اظہار کر رہے ہیں کہ اسی شہر میں پارلیمنٹ بھی ہے اور اسی پارلیمنٹ میں ان واقعات کی مذمت بھی ہوتی ہے اور ان گروپوں کی مذمت ہوتی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ جنگ شروع ہو چکی ہے کہ اب اس شہر میں جج محفوظ نہیں جو اس طرح کے گروپوں کے خلاف فیصلے کرنے جا رہے ہیں، وہ وکلا محفوظ نہیں جو اس طرح کے راہزنوں اور قاتلوں کو court میں بے نقاب کر رہے ہیں۔ جناب! اس وقت اس واقعے کو deal نہ کرنے پر کسی افسر کو کوئی punishment نہیں ہوئی، کوئی کارروائی نہیں ہوئی بلکہ اس وقت اٹھنے والی آواز کو سیاسی تنقید کا label لگا کر خاموش کرا دیا گیا۔ جناب چیئرمین! ہم چھوٹے ہوتے تھے تو بازار سے گوشت خریدنے جاتے تھے، ہم جانوروں کا قیمہ خریدتے تھے لیکن بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ آج

انسانوں کی جانوں کا قیمہ سستا ہو گیا ہے جس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ وہ راہزن جو انسانی جسم کا قیمہ کر رہے ہیں، ان سے بات چیت کی آڑ میں جب ہم اس پر بات کرتے ہیں تو ہم پر بھی تنقید ہوتی ہے کہ آپ بات چیت کے عمل کے خلاف ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم اس عمل کے خلاف نہیں ہیں لیکن یہ میرے قائد جناب بلاول بھٹو زرداری کا خدشہ تھا کہ ایسی بات چیت جو کمزور wicket پر کی جائے گی اس سے آپ اس طرح کے واقعات کو نہیں روک سکیں گے اور اس خدشے کو تقویت ملی جب کل اسلام آباد میں واقعہ ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ اس حکومت کو پانچ سال پورے کرنے چاہئیں، یہ democratic system ہے اور ہم democratic لوگ ہیں اور ہم system کو block نہیں کرنا چاہتے، ہم اب بھی کہتے ہیں کہ آپ پانچ سال پورے کریں، ہم آپ کے ساتھ ہیں، اس طرح نہ کریں، آپ نے پوری قوم کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ بتائیے کہ intelligence کی information کہاں ہے، اسی اسلام آباد کے حوالے سے intelligence agencies نے report دی کہ اسلام آباد غیر محفوظ ہے، وزیر داخلہ نے اپنے under رہنے والی intelligence agencies پر عدم اعتماد کیا۔ آپ پھر intelligence agencies سے کیسے توقع کرتے ہیں کہ وہ information share کرے۔ آج کے بعد کونسا افسر ہو گا جو اپنی posting کو خطرے میں ڈالے گا اور یہ کہے کہ ہاں! اسلام آباد غیر محفوظ ہے کیونکہ وزیر داخلہ اس کی تردید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام آباد میں چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔ ہاں! جناب وزیر داخلہ آپ یہاں تک ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ چڑیا کو پر مارنے کی اجازت نہیں ہے، مگر دہشت گردوں کو دہشت گردی کرنے کی پوری آزادی ہے۔

جناب چیئرمین! ایک تاثر تھا کہ طالبان نے یہ election جتوایا تھا، میں یہ نہ کہتا لیکن یہ ایک تاثر ہے کہ یہ elections طالبان نے جتوائے اور آپ نے election campaign کے جلسوں میں برملا کہا تھا کہ آپ کے تعلقات ٹھیک ہیں اور آپ آتے ہی تعلقات ٹھیک کر دیں گے تو کیا ایسا تو نہیں ہے کہ election میں جتوانے کے احسانات چکائے جا رہے ہیں۔ اس بات کی بھی وضاحت ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے وزیرداخلہ صاحب اور honourable وزیراعظم صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں، وزیراعظم صاحب کی مصروفیات تو اپنی جگہ ہیں مگر وزیرداخلہ صاحب جن کا غصہ دہشتگردوں کی قیادتوں پر کم لیکن سیاسی لیڈران اور اپوزیشن پر زیادہ ہوتا ہے، ان ایوانوں میں وہ ہم سے اس طرح deal کرتے ہیں جیسے خدانخواستہ ان بینچوں پر طالبان leadership بیٹھی ہوئی ہے۔ انہوں نے اس ایوان بالا میں خودساختہ جلاوطنی اختیار کر رکھی ہے، خدارا اسے ختم کریں اور اگر کوئی بائیکاٹ ہے تو اسے بھی ختم کریں۔ میں آپ کے توسط سے انہیں appeal کرتا ہوں کہ وہ ایوان بالا میں تشریف لائیں اور ان حالات پر اس پاکستانی قوم کے نمائندوں کو اعتماد میں لیں۔ اگر کہیں آپ کی غلطی ہے تو اس کا اعتراف کرلیں کیونکہ غلطی کا اعتراف کرنا بھی بہادر leadership کی نشانی ہے۔ آپ ہم پر غصہ کیے بیٹھے ہیں، ہم نے تو اس وطن اور جمہوریت کی خاطر بہت قربانیاں دی ہیں، جان کی قربانیاں دی ہیں، leadership کی قربانی دی ہے۔ لہذا ہم پر غصہ نہ کیا جائے۔

جب گلستاں کو لہو کی ضرورت پڑی

سب سے پہلے ہماری ہی گردن کٹی

پھر بھی کہتے ہیں ہم سے یہ اہل چمن

یہ چمن ہے ہمارا، تمہارا نہیں

آپ کو اس ہاؤس میں آنا پڑے گا اور بات چیت کے اس عمل پر ریاست کی writ کو مضبوط کرنا پڑے گا ورنہ خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ یہ سیاسی leadership جنہوں نے آپ کو بات چیت کا mandate دیا ہے وہ مایوس ہو جائے اور اپنے اس mandate کو withdraw کرلے۔ خدا نہ کرے کہ پاکستان میں ایسے حالات پیدا ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محسن لغاری صاحب۔

Senator Muhammad Mohsin Khan Leghari: Thank you. Mr. Chairman, I start by strongly condemning this incident.

اس کے لیے تو کوئی الفاظ ہی نہیں ملتے کہ ہماری judiciary کے premises پر attacks ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ یہ writ of the state کی failure کا ایک بہت بڑا منہ بولتا ثبوت ہے لیکن ہم صرف condemnation میں نہیں رہ سکتے ہیں، ہمیں اس کے reasons کو بھی دیکھنے کی سخت ضرورت ہے۔ ہماری State کے مختلف ستون ہوتے ہیں ، ہماری judiciary پر attack ہوا، ہمارے legislators, parliamentarians شہید ہو چکے ہیں، ہماری Executive کے لوگ اس کا نشانہ بن چکے ہیں، ہمارے media کے لوگوں پر اس کا اثر ہوا ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ state کے سارے elements اس lawlessness کا ایک ایک کر کے نشانہ بن رہے ہیں۔ اب یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ آخر یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ دنیا کا سب سے آسان کام criticize کرنا ہوتا ہے لیکن ہمیں یہ reflect کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ حالات یہاں تک کیسے پہنچے۔ ہمیں اپنے آپ سے پوچھنا چاہیے کہ مختلف ادوار حکومت میں کیا ہوتا رہا ہے۔

میں کسی a,b,c کی بات نہیں کروں گا، I am not talking about anyone. ہم سب نے اپنی پولیس اور law enforcement agencies کو politicize کر دیا ہے۔ یہاں جو ارکان بیٹھے ہیں اور جو لوگ popular politics practice کرتے ہیں وہ کیا آج حلفیہ بیان دے سکتے ہیں کہ انہوں نے کبھی law enforcement agencies کی recruitment, postings and transfers میں interfere نہ کیا ہو۔ So over a period of time ہم نے ان institutions کو کمزور کر دیا کہ ہمیں چند ووٹ مل جائیں ، ہم فلاں آدمی کو بھرتی کروا دیں، فلاں کی اچھی جگہ posting کروا دیں، فلاں کو FIA, IB میں لگوا دیں، فلاں کا تبادلہ فلاں جگہ کروا دیں تاکہ مجھے political advantage حاصل ہو۔ جب ہم نے ان اداروں کو آہستہ آہستہ کھانا اور کمزور کرنا شروع کر دیا تو آج اس کا نتیجہ ہمارے سامنے آ رہا ہے۔ The manpower that we recruited into these agencies, the capacity building that we needed to do for these institutions, are we doing it sir? جیسے ابھی رجوانہ صاحب نے مثال دی کہ پولیس والے نے کہا کہ اس نے تو کبھی گن فائر ہی نہیں کی۔ I.G کا بیان ہے کہ ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ وہاں پر کتنے لوگ اسلحہ کے ساتھ آئے۔ پچھلی خیبر پختونخوا کی گورنمنٹ کے .I.G صاحب ابھی تک NAB کی پیشیاں

بھگت رہے ہیں، انہوں نے جو ammunition and bullet proof jackets خریدی تھیں، ان کی inquiries چل رہی ہے کہ وہ صحیح نہیں خریدی گئی تھیں۔

جناب والا! یہ ساری چیزیں overnight نہیں ہوتیں، یہ چھ ماہ، نو ماہ، سال یا دو سال کی بات نہیں ہے۔ ہم نے ان اداروں کو پچھلی کئی دہائیوں سے کمزور کرنا شروع کیا ہوا ہے۔آج بھی ہمارے پیپلزپارٹی کے بھائیوں بہنوں کی حکومت سندھ میں ہے تو کیا سندھ میں law enforcement agencies میں political interference نہیں ہے؟ اگر کسی نے پنجاب میں کسی ضلع کا پولیس آفیسر لگنا ہوتا ہے تو کیا وہ ارکان کو ساتھ لے کر نہیں پھر رہا ہوتا کہ جی مجھے فلاں ضلع میں لگوا دیں۔ ہمارے بلوچستان والے بھائی بتائیں کہ کیا ان کے صوبے میں ایسا نہیں ہے؟ ابھی جیسے یہ چیز سامنے آئی کہ intelligence agencies یہ دیکھنے میں لگی ہوئی ہیں کہ کون سا سیاستدان کس سے مل رہا ہے، کون سے جہاز پر آرہا ہے، کس کا ٹیلیفون tap ہو رہا ہے۔ ہم نے اپنی agencies کو ان کاموں پر لگا دیا ہے کہ جو ان کا کام نہیں ہے، ہم انہیں استعمال کر رہے ہیں کہ ہم اس سے کیسے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کل ہم نے کسی کو blackmail کرنا ہے تو اسے کیسے blackmail کریں گے۔ جس کا جو کام ہے وہ اسے freehand دے کر کرنے دینا چاہیے۔

جناب والا! I am sure کہ ہماری law enforcement agencies میں بھی بہترین officers ہیں۔ وہ لوگ جو شاید کسی کے منظور نظر نہیں ہوتے، ان کو وہ اہم ذمہ داریاں نہیں ملتیں اور جو لوگ کسی کے منظور نظر ہوتے ہیں ، ان کو وہ اہم ذمہ داریاں مل جاتی ہیں۔ میں اس failure میں law enforcement agencies میں politicization کو ذمہ دار سمجھتا ہوں۔ اگر ہم آج بھی یہ تہیہ کر لیں کہ ہم interference نہیں کریں گے اور agencies کو صحیح کام کرنے دیں گے، proper لوگوں کی recruitment ہو گی تو ہم ایک marked difference دیکھیں گے۔Overnight کچھ نہیں ہو گا، اس کے results بعد میں آئیں گے۔ جیسے ہمارے پہلے کے غلط فیصلوں کے نتائج آج نکل رہے ہیں، ہمارے آج کے صحیح فیصلوں کے نتائج کچھ عرصہ بعد نکلیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ کامل علی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: شکریہ۔ جناب چیئرمین! بہت افسوس ناک سانحہ ہوا ہے، اس سے پاکستان کے تمام لوگ رنجیدہ ہیں اور مذمت بھی کر رہے ہیں۔ اس واقعہ کے بارے میں جیسے رفیق رجوانہ صاحب نے کہا کہ یہ چیلنج صرف حکومت کے لیے نہیں بلکہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو درددل رکھتا ہے، جسے پاکستان سے محبت ہے اور خاص طور پر ان حالات میں وہ چاہتا ہے کہ مستقبل میں اسے اور اس کے بچوں کو اس ملک میں امن ملے۔ کل کے واقعے میں ایک بات میرے لیے بہت تکلیف دہ تھی، جس پر میں بہت افسردہ ہوں اور میں سمجھتا ہوں یہ ہماری آئندہ نسلوں کے لیے سبق آموز ہے اور شاید discouraging بھی ہے کہ ایک ایسی بچی کی شہادت ہوئی کہ جو بیرون ملک سے تعلیم حاصل کرکے آئی تھی اور اس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنے ملک کی خدمت کرے گی۔ وہ بچی جس کے لیے پہلی خبر یہ آئی کہ وہ بیرون ملک سے تعلیم حاصل کرکے آئی اور اس نے یہ فیصلہ کیا کہ میں اپنے ملک کی خدمت کروں گی۔ میں واپس جاؤں گی اور وہاں ہی رہوں گی۔ جناب چیئرمین! آپ خود وکیل ہیں اور آپ ان کچہریوں سے ہوتے ہوئے یہاں تک پہنچے ہیں ۔اس نے ایک مشکل ترین شعبے میں اپنی خدمات کو پیش کیا۔ کچہری کے اندر وکالت کرنا بہت مشکل ہے اور میں جو اس سارے عمل سے گزرا ہوں مجھے پتا ہے کہ کتنا مشکل کام ہے۔آپ نے کل دیکھ ہی لیا اور کیمرہ بتا رہا تھا کہ وہاں پر وکلاء کے کیا حالات ہوتے ہیں اور ان کے چیمبرز کیسے ہوتے ہیں۔ ایک نئے وکیل کے لیے ایک اذیت سے گزرنا ہوتا ہے۔ کسی دور میں بھی حکومت کی اس سطح پر کوئی توجہ نہیں ہوئی جو کہ ہونی چاہیے ۔بیرون ملک سے آکر اس شعبے کو قبول کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی قربانی تھی جو اس بچی نے دی۔اس نے پیغام کیا چھوڑا یہ ایک سوچنے والی بات ہے اور ایک question mark ہے کہ آئندہ کتنے بچے اور بچیاں ان حالات کے اندر اس challenge کو قبول کریں گے۔ یہ ایک بہت بڑا سوال ہے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ادھر کیا ہو رہا ہے۔ابھی کل سے ایک اذیت ناک دور اس پارلیمنٹ پر جاری و ساری ہے کہ ایک طرف پوری قوم ایک اذیت میں ہے، ایک دکھ میں ہیں اور وزیرداخلہ صاحب کی ''عدت ''ہی پوری نہیں ہو رہی ۔ایک واقعہ ہوا، آپ کا ایک موقف تھا، ہمارا ایک موقف تھا، بحث ہوئی، پتا نہیں قومی اسمبلی والے اس شخص کو کیسے برداشت کر رہے ہیں کہ وہ کھڑا ہو کر طنز کرتا ہے اور پھر ساتھ کہتا ہے میں پچھلی باتوں کو نہیں دہراؤں گا۔ ایک منٹ کی بات اس نے ایک گھنٹے میں کرنی ہوتی ہے۔ طعن و تشنیع اور ساتھ ہی ساتھ کہنا کہ پچھلی بات نہیں کروں گا۔میں سیاست

نہیں کرتا تو بھائی تم کیا کر رہے ہو۔اگر سیاست میں آئے ہواور سیاست نہیں کررہے تو میں کیا کہوں۔یہی کہہ سکتا ہوں کہ گھر جا کر بیٹھ جاؤ۔ تم کر کیا رہے ہو؟Law and Order تمہارے ذمہ ہے کوئی افسر اچانک سچ بول دیتا ہے اور حقائق بیان کردیتا ہے کہ یہ صورت حال ہے اور اس کے شواہد بھی مل چکے ہیں۔حقانی کا بھائی اسلام آباد کے اندر قتل ہوا اور پتا نہیں وہ کتنے سال سے یہاں رہ رہا تھا اور تم آ کرکہتے ہو کہ اسلام آباد میں چڑیا بھی نہیں پھڑک سکتی۔مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ جن کے ساتھ آپ بات چیت کررہے ہو، ان کی ضد اتنی بڑی ہے کہ تمہاری ضد سے بھی بڑی ہے۔ تم جب بات کرتے ہو، چیلنج کرتے ہووہ اپنے عمل کے اندر اتنا یقین پیدا کرتے ہیں کہ وہ فوری طور پر کوئی واقعہ کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ تم غلط ہو۔ تم پھر باز نہیں آتے اور تم نے پارلیمنٹ کے ساتھ ضد لگائی ہوئی ہے۔ویسے تو یہ ضد کوئی احمقانہ نہیں ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی ضد ہے کہ جب پارلیمنٹ کے ساتھ وزیراعظم کی ضد ہو گی تو وزیرداخلہ کی کوئی معیوب بات تو نہیں ہے، ان کی ضد تو بڑھ جائے گی۔

جناب چیئرمین!آپ خود تسلیم کرتے ہو کہ اس ملک کے اندر امریکہ کے بعد سب سے زیادہ Intelligence Agencies ہیں۔اصل مسئلہ کیا ہے۔مسئلہ تو یہ ہے کہ حکومت نے اپنی رٹ تسلیم کروانی ہے اور کروانی چاہیے۔ کوئی بھی حکومت ہو، اس کااولین فرض ہے کہ دہشت گردوں سے اپنی رٹ تسلیم کروائے بلکہ ہر اس شخص سے جو قانون توڑتا ہے یا توڑنا چاہتا ہے لیکن یہاں پر بندہ کیا بات کرے کہ ایک چرسی آٹھ، دس گھنٹے پورے اسلام آباد پر قبضہ کرکے بیٹھا رہا اور آپ نے اگلے دن یہ کہا کہ میں تو سفر کر رہا تھا۔ کل بھی یہی ہوا کہ جب پوری کچہری خالی ہو گئی، مجھے کل شام میرے ایک دوست وکیل نے بتایا کہ ہم سارا دن انتظار کرتے رہے کہ کوئی سرکاری افسر آئے گا، کوئی وزیر آئے گا۔ جب کچہری خالی ہو گئی نہ وہاں پر بندہ نہ بندے کی ذات تھی تو وزیر داخلہ صاحب وہاں پہنچ گئے۔ پولیس ثبوت اکٹھے کرکے چلی گئی، تحقیقاتی ایجنسیاں آکر چلی گئیں، وکلاء بار روم کے باہر احتجاج کرکے چلے گئے۔جب کوئی شخص نہیں رہا اور جب آپ کو رپورٹ ملی کہ اب میں وہاں پر محفوظ رہوں گا تو آپ چلے گئے۔

جناب چیئرمین! افسوس ناک بات ہے اور پھر کتنی ڈھٹائی کے ساتھ قومی اسمبلی میں کھڑے ہو کر اور پریس کے سامنے کھڑے ہو کر آپ دعوے کرتے ہیں اور کس طریقے سے دعوے کرتے ہیں، آپ کیسے طنز کرتے ہیں اور کس طریقے سے آپ بات کرتے ہیں۔سفید کو کالا اور کالے کو سفید کرنے کی

کوشش کرتے ہیں ۔آپ ایک ہی کام پر لگے ہوئے ہیں۔رٹ تسلیم کروانی تھی حکومت نے ، رٹ تسلیم کرلی دہشت گردوں کی۔

جناب چیئرمین! تین واقعات ہوئے ہیں آپ دیکھیں۔ سب سے پہلے وزیراعظم صاحب نے ترکی میں ائیر پورٹ پر یہ کہا کہ طالبان نے یقین دلا دیا ہے کہ آئندہ بات چیت کے دوران اگر کوئی دہشت گردی کا واقعہ ہوگا تو اس کے خلاف وہ کارروائی کریں گے۔قوم فکر نہ کرے۔دہشت گردوں نے وزیراعظم سے رٹ تسلیم کروالی ہے اور اس کے بعد دوسرا واقعہ جب اس دفعہ بات چیت شروع کرنے کا عندیہ دیا اور انہوں نے کہا کہ ہم سیز فائر کر رہے ہیں۔پتا نہیں کیوں کیا۔ کئی سوال اٹھے کہ شاید وہ وقت مانگ رہے ہیں، وہ برف باری کا سیزن گزارنا چاہتے ہیں یا پھر آپس کے جو alliances ہیں ان کو پختہ کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ نے فوری طور پر اعلان کردیا ، ان کی رٹ کو تسلیم کرتے ہوئے کہ Air Attacks بند اور اتنی خوشیاں منائیں ویسے لگ رہا تھا کہ جیوبادم پر کھڑا ہو گیا ہے۔

جناب! آپ قوم کے ساتھ کیا مذاق کر رہے ہیں اور اب آپ طالبان سے پوچھ رہے ہیں ، کہ یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے یہ کیا ہے۔ تحقیقاتی ادارے سب سے زیادہ آپ کے پاس ہیں اور آپ ان سے پوچھ رہے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں۔ یہ جو کچہری والا واقعہ ہے جس میں ہمارا ایک جج بھی شہید ہو گیا ، جس میں ہمارے وکلاء اور عام شہری بھی شہید ہوئے ہمیں بتاؤ کہ یہ کون تھے جنہوں نے یہ کیا ہے۔کمال ہے جناب!اس ملک کے اندر کیا ہو رہا ہے، کس قسم کی حکومت چل رہی ہے ، کس غیر ذمہ داری کے ساتھ چل رہی ہے۔ کل پھر پوری قوم کا دو گھنٹے وزیرداخلہ صاحب نے وقت ضائع کیا اور یہ بتایا کہ ہم خلوص کے ساتھ بات چیت کر رہے ہیں اور طالبان بھی خلوص کے ساتھ بات چیت میں شامل ہیں۔ یہ خلوص ہے جو کل کچہری کے اندر نظر آیا۔وہ خلوص کل وزیرداخلہ صاحب نے آپ کو دکھا دیا۔ ہمیں وہ خلوص نظر نہیں آرہا تھا انہوں نے ہمیں دکھایا۔ جناب چیئرمین! عجیب افسوس ناک واقعات اس حکومت کے اندر ہو رہے ہیں ویسے تو میں اگر بات کروں گا تو کچھ لوگ اس کا پتا نہیں کیا مطلب نکالیں گے۔آپ تو ہر تقریر میں طنز کرتے ہیں۔ تشبیہات دیتے ہیں، سابقہ حکومت کی باتیں کرتے ہیں۔ آپ کی اپنی کارکردگی یہ ہے کہ آپ اس طرح کا خلوص دکھا رہے ہیں۔ اگر کوئی بندہ خلوص کے ساتھ فوج کو مخاطب کرکے یہ کہہ دے کہ اس ملک کو بچانے کے لیے اگر حکومت اور security forces ایک page پر نہیں آتیں تو پھر فوج اپنی ذمہ داری پوری کرے۔ میں اس کا مطلب اس حد تک لوں گا کہ انہوں نے

جوشِ جذبات میں کہہ دیا ہوگا۔ اس پر آپ کہتے ہو کہ آرٹیکل 6 لگادو۔ آپ پر کیوں نہ آرٹیکل 6 لگائیں جو طالبان اور دہشت گردوں کی رٹ کو تسلیم کررہے ہیں، جو ہر مرتبہ، ہر واقعے کے بعد اس قوم کے دو گھنٹے ضائع کرکے اپنا خلوص بیان فرماتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ پاکستان اب محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ بھئی، وہ محفوظ ہاتھ کون سے ہیں؟ وہی جو کل کچہری میں attack کرگئے ہیں، ان کے ہاتھوں میں آپ نے یہ ملک دے دیا ہے۔ چھ ماہ میں 860 واقعات ہوگئے ہیں، آپ طعن و تشنیع ہماری طرف کرتے ہیں کہ میں نے یہ نہیں کہا اور میں نے وہ نہیں کہا، ساتھ ہی سارا کچھ کہہ بھی دینا ہے۔ پچھلے بارہ سال کا ریکارڈ تو آپ کی جیب میں ہے جسے آپ ہر تقریر میں نکالتے ہو۔ آپ کی اپنی کارکردگی یہ ہے کہ آپ پارلیمنٹ سے ضد لگا کر بیٹھے ہو اور کوشش کررہے ہو کہ کسی نہ کسی طور پر اس پارلیمنٹ کو بےوقعت کردیا جائے۔ میں یہ بات پہلے بھی کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں اور بار بار کہتا ہوں، یہ جب بھی حکومت میں آئے ہیں انہوں نے پارلیمنٹ کو بےوقعت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے نتائج اچھے نہیں نکلے۔ یہ تشویشناک بات ہے۔ پھر ہم لوگ کہتے ہیں کہ افواجِ پاکستان حملہ آور ہوگئیں اور انہوں نے قبضہ کرلیا۔ اپنی نالائقیوں کی طرف نہیں دیکھتے۔ اپنے گریبان میں نہیں جھانکتے۔

جناب چیئرمین: آغا صاحب! آپ conclude کرلیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! الحمدللہ، آپ کو کبھی کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں گھڑی دیکھتا رہتا ہوں اور مجھے پتا ہے کہ کس کو کتنا ٹائم ملا ہے اور مجھے آپ نے کتنا ٹائم دینا ہے، مجھے یہ بات پتا ہے۔

جناب چیئرمین: آغا صاحب! ریکارڈ maintain ہورہا ہوتا ہے، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! آپ کا ریکارڈ بھی وزیرِ داخلہ جیسا ہی لگ رہا ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: آغا صاحب! ویسے پندرہ منٹ ہوچکے ہیں، آپ دیکھ لیں۔ آپ کو پندرہ منٹ ہوچکے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جی جناب! میں sorry کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: Parliamentary leaders can speak for fifteen minutes and I give the latitude to the honourable members.

سینیٹر کامل علی آغا: میں اپنی بات کو conclude کررہا ہوں۔ اگر آپ مجھ پر اتنی مہربانی نہ فرماتے تو شاید میں conclude کرچکا ہوتا۔ میں conclude کررہا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ comparison دے رہے تھے تو اس لیے میں نے کہا کہ رولز کے تحت پندرہ منٹ، پارلیمانی لیڈرز کے لیے ہیں۔ میں تو latitude دیتا ہوں اور پھر میں نے آپ کو اس سے زیادہ ٹائم دیا۔

سینیٹر کامل علی آغا: میں پہلے نہیں چاہتا تھا لیکن آج کے بعد جب بھی کوئی پندرہ منٹ سے زیادہ بولے گا، میں آپ کو اٹھ کر بتادیا کروں گا۔

Mr. Chairman: If I violate the rules, you tell me.

سینیٹر کامل علی آغا: میں احتجاج کے طور پر واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین ایوان سے واک آؤٹ کرگئے)

جناب چیئرمین: نثار محمد صاحب۔

سینیٹر نثار محمد: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جنابِ چیئرمین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کل کا اسلام آباد کا واقعہ، جمرود، خیبر ایجنسی میں ایف۔ سی کے 13 اہلکاروں کی شہادت اور ساتھ ہی لنڈی کوتل واقعے پر جتنا بھی افسوس کیاجائے اور ان واقعات کی جتنی بھی مذمت کی جائے، کم ہے۔ معذرت کے ساتھ، دو سال سے اس ہاؤس میں ہم بیٹھے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ مذمت اور افسوس کے علاوہ ہم کر بھی کیا سکتے ہیں یا یہ ہاؤس کیا کرسکتا ہے!

جناب چیئرمین! میں کل آپ کے احساسات اور جذبات کو خود بہت اندر سے محسوس کررہا تھا، آپ کے جذبات مختلف قسم کے تھے۔ میں تمام seniors کے جذبات اور احساسات کو بھی دیکھ اور سمجھ رہا ہوں۔ میں ان واقعات کی دو سال سے مذمت کررہا ہوں، اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ان واقعات پر ہمیں افسوس نہیں ہوتا یا ہمیں دکھ نہیں ہوتا لیکن اس مسئلے کا حل کیا ہے اور ہم کیا کررہے ہیں؟

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین واک آؤٹ ختم کرکے ایوان میں واپس آگئے)

سینیٹر نثار محمد: اس واقعہ پر خصوصاً پارلیمنٹ کے حوالے سے جو ایک انداز اپنایا گیا ہے، اپنی نوعیت کی وجہ سے اس کی اپنی الگ اہمیت ہے لیکن جناب! خون خون ہی ہوتا ہے خواہ وہ KPK سے تعلق رکھنے والے ایف۔سی اہلکاروں کا ہو، خواہ وہ کراچی کے کسی شخص کا ہو، خواہ وہ اسلام آباد کے جج صاحبان کا ہو، خون کا رنگ ایک ہی ہوتا ہے۔ میرے خیال میں اس کو single اور specific تناظر میں نہیں دیکھنا چاہیے۔ واقعہ اپنی اہمیت کے حوالے سے بہت ہی اہم ہے لیکن پچھلے دس سالوں سے اس ملک کے ساتھ جو ہورہا ہے، میرے خیال میں ہم آدھے راستے سے سفر شروع کررہے ہیں۔ بنگش صاحب نے کہہ دیا کہ اس side پر ہورہا ہے، کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں حلف کے بعد سوچنا چاہیے کہ میں جو بات کررہا ہوں، وہ حلف کے تابع ہے یا نہیں ہے۔ یہ floor اس طرح کا ہے، Upper House ہے، پارٹی پالیسیاں اپنی جگہ پر، کوئی بھی ذی شعور، اس ہاؤس کا کوئی بھی ممبر، کسی کی body language اور کسی کی ذات کے تابع نہیں ہوسکتا۔ جو غلط ہے وہ غلط ہے اور جو ٹھیک ہے وہ ٹھیک ہے۔ میرے خیال میں یہ وقت اس طرح کا نہیں ہے۔ یہ ہمارے seniors ہیں، مجھے اس وقت بہت دکھ ہوا جب میں نے ایک motion move کیا 148(3) کے بارے میں کہ:

"It shall be the duty of the Federation to protect the province from the external aggression and the internal disturbances."

رضا ربانی صاحب سے بہت احترام کے ساتھ، آکر وہ motion move کردیا۔

(اس موقع پر ایوان میں اذانِ ظہر سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی نثار محمد صاحب۔

سینیٹر نثار محمد: جناب چیئرمین! پہلے ہمیں خود اپنا احتساب کرنا ہوگا۔ میرا بچہ گل رنگ جو 4th class میں پڑھتا ہے، میں اسے اکثر تاکید کرتا ہوں کہ بیٹا آپ کے اسکول کی fee وغیرہ پر روزانہ ساڑھے تین سو روپے خرچ آتے ہیں تو وہ معصومیت سے بولتا ہے کہ بابا جان میں تو اسکول میں صرف ایک سموسہ کھاتا ہوں۔ ہم کیا کر رہے ہیں؟ اگر گل رنگ مجھ سے پوچھے، اس ایوان سے پوچھے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ جناب والا! ہماری بھی کچھ ذمہ داریاں بنتی ہیں۔ حکومت کی اپنی ذمہ داری ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے اور اس ذمہ داری کو نبھانا بھی چاہیے۔ میں نے آدھے سفر کی بات کر لی۔ میں سوچتا اور کہتا ہوں کہ تحریکِ طالبان کے ساتھ تو مذاکرات ہو رہے ہیں، طالبان کا کیا ہو گا؟ طالبان کی آڑ میں اس ملک کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے جیسے میں نے کہا تھا کہ external aggression اس external aggression کا کیا ہو گا؟ اس internal disturbance کا کیا ہو گا؟ یہ تو اسلام آباد کا واقعہ ہے لیکن KPK, FATA and Karachi کے بچوں کو کون تحفظ دے گا؟ جناب والا! میری چھ سال کی ایک بچی ہے، جب مذاکرات شروع ہوئے تو آپ اللہ پر یقین کریں کہ وہ مجھ سے پوچھتی ہے کہ بابا جانی آپ اتنا کچھ کر سکیں گے کہ اس کے بعد لوگ ایک دوسرے کو نہیں ماریں گے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں، کون ہے، ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ میں انتہائی احترام کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہماری آبادی بیس کروڑ پر مشتمل ہے تو ایک سینیٹر بیس لاکھ آبادی کی نمائندگی کر رہا ہے اور ہم وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس business نہیں ہوتا، اس سے بڑھ کر اور کیا business ہو گا؟ اس پر تو مہینوں بیٹھ کر اور سر جوڑ کر بات کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین! ہمیں خود بھی اپنی ان باتوں کا احساس ہونا چاہیے، criticize کرنا مناسب نہیں ہے۔ جب میں اس ایوان میں کھڑا ہوں، اللہ حاظر ہے، سامنے آیت الکرسی لکھی ہوئی ہے، حلفاً جو بھی بات ہو گی اس قوم، ملک اور اس کے مفاد کے لیے ہو گی۔ پانچ سالوں تک یہ لوگ اُدھر بیٹھے تھے اور وہ لوگ ادھر بیٹھے تھے، کچھ کریں گے تو ہم کریں گے۔ جناب والا! یہ حکومت کی ناکامی والی بات ہو گی۔ اس ناکامی کے لیے ہمارے معزز و محترم ساتھی سراپا احتجاج ہیں اور یہ ایسا issue ہے کہ اگر ہم اس پر بھی politics کریں تو پھر میرے پاس وہ الفاظ ہی نہیں ہیں کہ میں وہ الفاظ کہوں۔

جناب چیئرمین! میرا ان ساری باتوں کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تمام سیاسی قوتیں، سب باتوں سے بالاتر ہو کر کام کریں اور میں نے اپنی پہلی speech میں کہا تھا کہ اس حمزہ اور سکینہ کے لیے،

خدا کے لیے، اللہ کے واسطے، رسول کے واسطے، اس حمزہ اور سکینہ کے لیے جب وہ شہید ہوئے تو ان کی کاپی پر لکھا تھا کہ یہ پاکستان ہمارا ہے، اس کے لیے ہم اٹھ جائیں۔ والسلام۔

جناب چیئرمین: جناب اعتزاز احسن صاحب۔

سینیٹر اعتزاز احسن (قائد حزب اختلاف): شکریہ، جناب چیئرمین!

میری صراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں
میں اپنی تسبیح روز و شب کا شمار کرتا ہوں دانہ دانہ

جب علامہ اقبال نے "زمانہ" نظم لکھی تو اس وقت اتنی سُرعت سے ایسے حوادث پیش نہیں آتے تھے۔ علامہ اقبال نے اس معاملے پر اسی نظم میں ایک اور شعر کہا جو حکومت کی بے عملی، لاچاری کی دلیل اور تصویر پیش کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ

ہوائیں ان کی، فضائیں ان کی، سمندر ان کے، جہاز ان کے
گرہ بھنور کی کھلے تو کیونکر، بھنور ہے تقدیر کا بہانہ

یہ بہانے بنا بنا کر قوم کو گمراہ کر رہے ہیں۔ کل ایک لیڈر جو ہمارے فاضل وزیر داخلہ کے ہم خیال ہیں، انہوں نے اسلام آباد کے اس حملے پر کہا کہ یہ امریکہ کی ذمہ داری ہے۔ ہم کب تک ان معاملات کو ماورائے ریاست بتاتے رہیں گے؟ جناب چیئرمین! ریاست کی ذمہ داریاں ہوتی ہیں، تحفظ دینا ریاست کی ذمہ داری ہے اور ہم کوئی سیاست نہیں کر رہے ہیں۔ ہم بات کرتے ہیں تو الزام لگا دیا جاتا ہے کہ ہم سیاست کر رہے ہیں، politics نہ کریں، کون politics کر رہا ہے؟ جب آپ نے کہا کہ ہم مذاکرات کرنا چاہتے ہیں اور مذاکرات کے ذریعے دہشت گردی کا حل ہو گا، اگر ہم politics کر رہے ہوتے تو ہم آپ کا ساتھ نہ دیتے۔ ہمیں ان مذاکرات سے کوئی توقع نہیں تھی لیکن ہم نے کہا کہ ایسے لوگ جنہیں یہ باور کروا دیا گیا ہے اور بار بار تکرار سے باور کروایا گیا ہے کہ یہ ہماری جنگ ہی نہیں ہے، یہ امریکہ کی جنگ ہے، ان لوگوں کو یہ محسوس ہو اور انہیں یہ احساس ہو کہ یہ جنگ ہماری ہے اور ایسے عناصر سے ہے جو بغیر کسی تحفظ کے ہمارے لوگوں کا، ہمارے بے گناہ شہریوں کا قتلِ عام کرتے ہیں۔

جناب والا! ہم نے ضیاء دور سے دہشت گردی کے فروغ، اس mindset کے فروغ، اس میں ریاست کے کردار اور ریاست کی ایجنسیوں کے کردار کی مذمت کی ہے۔ جب ہم ضیاء دور میں یہ کہتے تھے کہ اس جنگ میں پاکستان کو شریک نہیں ہونا چاہیے تو کہا جاتا تھا کہ افغانستان پاکستان کی strategic depth ہے۔ ہم کہتے تھے کہ پاکستان کو اپنی داخلی اور اندرونی strategic depth رکھنی ہے، کسی ریاست کی strategic depth کوئی اور ریاست نہیں ہوتی تو ہمیں پابندِ سلاسل کر دیا جاتا تھا۔ ہم کہتے تھے کہ آج جو بیج بو رہے ہو کل اس سے ایسی آکاس بیل اگے گی جو آپ کے سارے سبزہ زار کو نقصان پہنچائے گی تو ہمیں غدار کہا جاتا تھا۔ آج وہی فصل آپ کے سامنے کھڑی ہے۔ اس میں، میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں، آج کی اخبار میں یہ چیز نظر آئی ہے، آج کے اخبارات میں جو مضامین شائع ہوئے ہیں ان سے یہ نظر آرہا ہے، یہ بے شک جتنا بھی کہتے رہیں مگر اس سے یہ نظر آرہا ہے کہ افواج پاکستان اور سویلین حکومت ایک پیج پر نہیں ہیں حالانکہ افواج پاکستان سویلین حکومت کے احکامات تسلیم کرنے اور ماننے کے لیے تیار ہے جیسا کہ ان کو کرنا چاہیے۔ وہ سویلین جمہوری حکومت کے احکامات کو ماننے کی پابند ہے لیکن ان کے اندر کی سوچ، ان کی اپنی سوچ اس سیز فائر کے خلاف تھی۔ یہ کیا سیز فائر ہے کہ وہ جب چاہیں جنگ شروع کرلیں اور جب چاہیں سیز فائر کرلیں۔

جناب چیئرمین، آپ کو یاد ہے اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ سرکسوں میں ایک ایسا آئٹم ہوتا تھا کہ ایک جوکر اور ایک دوسرا آدمی دونوں سٹیج پر آتے تھے اور جوکر اس کو تھپڑ مارنے سے پہلے کہتا تھا کہ جنگ شروع اور پھر تھپڑ مارتے ہی کہہ دیتا تھا کہ جنگ بند۔ پھر جب دوسرا مارنے لگتا تھا تو فوراً کہتا تھا کہ جنگ بند، جنگ بند، پھر ایک دم کہتا تھا کہ جنگ شروع اور تھپڑ مارتا تھا اور ساتھ ہی کہہ دیتا تھا جنگ بند۔ ہمارے ساتھ یہ ہو رہا ہے، آپ اپنے ساتھ یہ کروا رہے ہیں۔ جنگ شروع جنگ بند، جنگ شروع جنگ بند تو طالبان کر رہے ہیں۔ ان کو آپ نے یہ اختیار دے دیا ہے۔ جیسا کہ حاصل بزنجو صاحب یہاں فرما رہے تھے کہ ریاست اور ایک گروہ کے درمیان آپ نے برابری create کردی ہے اور وہ گروہ جب دشواری میں، کسی مشکل میں پھنس جاتا ہے جیسے آج کل کی بمباری سے ہو رہا تھا تو وہ کہتے کہ سیز فائر، تو ہم بھی کہتے ہیں سیز فائر اور اس سیز فائر کے باوجود بعد میں بھی حملے اور واقعات ختم نہیں ہوتے۔ صرف سیز فائر سے پہلے وہ اعتراف کرتے ہیں کہ ہم نے کیا ہے۔ سیز فائر سے پہلے ایف سی جوانوں کے گلے کاٹتے ہیں اور سر بریدہ لاشوں کی ویڈیو بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے کیا ہے اور سیز فائر کے بعد وہ

کہتے ہیں کہ ہم نے نہیں کیا اور لاتعلقی کا اظہار کردیتے ہیں۔ یہ game کب تک چلتی رہے گی۔ ہم نے آپ کا ساتھ دیا، ہم نے سیاست نہیں کی۔ آج اگر ہم آپ پر تنقید کررہے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ politics کررہے ہیں، politics کررہے ہیں۔ بھئی politics کیا کررہے ہیں۔ کل پونے نو بجے یہ واقعہ شروع ہوا۔ جناب چیئرمین، آپ بھی کل پمز گئے اور میں نے وہاں سے سنا ہے کہ آپ وہاں ایک جگہ پر بیٹھ گئے۔ آپ نے کہا کہ جب تک ان زخمیوں کو کمرے نہیں ملتے اور ان کی proper treatment نہیں ہوتی اس وقت تک میں یہاں سے اٹھنے کو تیار نہیں ہوں۔ یہ بات ہمیں پہنچی ہے۔ آپ کی مداخلت، آپ کے اس اعلان اور فیصلے سے ان زخمیوں کو علاج کی بہتر سہولت ملی۔ وزیر داخلہ تو وہاں نہیں پہنچے۔ جیسا کہ آپ کو بتایا گیا کہ وزیر داخلہ تو منہ اندھیرے کچہری چلے گئے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ سیاست نہ کریں، سیاست نہ کریں۔ آپ نے اعلان کیا کہ اسلام آباد کو ایک حصار بنا دیا گیا ہے۔ آپ نے Fanfare میں نیشنل سکیورٹی پالیسی کا اعلان کیا۔ آپ کی نیشنل سکیورٹی پالیسی ایک قدم نیکٹا ایکٹ سے آگے نہیں گئی۔ پچھلی مخلوط حکومت جس میں میری جماعت پاکستان پیپلز پارٹی بھی تھی اس نے جو نیکٹا ایکٹ بنایا، اس کو آپ نے نیشنل سکیورٹی پالیسی بنا کر پیش کردیا۔ اس میں اگر کسی کو شک ہے یا کوئی میری تردید کرنا چاہتا ہے تو اس پالیسی کے page 46 سے اگلے pages پڑھ لیں اور نیکٹا ایکٹ کو ساتھ رکھ لیں تو آپ دیکھیں گے اس رپورٹ کے سارے crucial aspects نیکٹا ایکٹ میں سے ہیں۔ پھر اگر ہم تنقید کرتے ہیں کہ ایکٹ اور پالیسی میں یہ فرق ہوتا ہے کہ ایکٹ ایک ڈھانچہ ہوتا ہے۔ اس ڈھانچے میں آپ نے دیگر muscles, sinews, tendon or ligament بھر دیے ہیں اس کا ایک بھی تقاضا پورا نہیں کیا اور آپ نے کہا کہ اسلام آباد کو ایسا حصار بنادیا ہے کہ جس پر حملہ ہو ہی نہیں سکتا۔ پھر آپ تنقید کو politics کہتے ہیں۔

آپ بتائیں کہ آپ نے اسلام آباد کو حصار بنایا تھا تو کچہری پر ڈیڑھ گھنٹہ حملہ کیسے ہوتا رہا؟ آپ اس ڈیڑھ گھنٹے میں کہاں تھے؟ آئی جی صاحب کہاں تھے، پولیس کہاں تھی اور جو وہاں 67 policemen موجود تھے ان کی کارکردگی کیا تھی؟ آپ نے ان کے خلاف کیا action لیا ہے؟ آپ نے آئندہ بہتری کے لیے کیا سوچا ہے؟ آپ صرف ہم پر یہ الزام لگا کر بری الذمہ ہونا چاہتے ہیں کہ ہم سیاست کر رہے ہیں، ہم سیاست کر رہے ہیں۔ آپ کے ہاتھوں سے ملک طوائف الملوکی اور افراتفری

کی حالت میں آگیا ہے، آپ کے ہوتے ہوئے اور آپ کے مذاکرات کو جو ٹیلی وژن پر "ک" بدل کر دو نقطوں والا" ق" لگا کر "مذاق رات" بنادیا ہے، حقیقتاً "مذاق رات" ہیں۔

جناب چیئرمین! ایف سی کے گلے کاٹے گئے، ان کو ذبح کیا گیا۔ یہ تو طالبان نے کیا یا یہ بھی نہیں کیا یا وہ بھی احرار لہند نے کیا۔ اس کی تو انہوں نے ذمہ داری قبول کی اور آپ ان سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں۔ بھلے اب بھی کر کے دیکھ لیں پر خدارا! پاکستان کے عوام کو تحفظ تو دیں۔ تحفظ صرف عدالتوں کا نہیں بلکہ پاکستانی عوام کا ہونا چاہیے۔ آپ نے کچھ پتا کرایا ہے کہ اسلام آباد کے مضافات میں کون کون بس رہا ہے اور کون نیا آکر یہاں رہائش پذیر ہو رہا ہے۔ کچھ آپ نے دیکھا کہ تین Vigo Jeeps آئیں اور تین ہی غائب ہو گئیں۔ یقیناً مرنے والے اور حملہ کرنے والے دو سے زیادہ افراد تھے۔ دو تو وہاں مارے گئے اور تین گاڑیاں غائب ہو گئیں تو وہ پانچ تو کم از کم ہوں گے۔ آپ آج تک یہ پتا نہیں کر سکے کہ وہ دو تھے، تین تھے، پانچ تھے، سات تھے، آٹھ تھے، نو تھے یا دس تھے۔ یہ ہماری کیسی وزارت داخلہ ہے؟ یہ اتنا تعین نہیں کر سکے کہ حملہ آور بندے کتنے تھے۔ اس سے اور نااہلی کی دلیل کیا ہو گی۔ آپ کی جانب سے اس معاملہ کو سنجیدگی سے نہ لینا اور صرف اپوزیشن پر ڈال دینا اور کہنا کہ آپ سیاست کرتے ہیں۔ جب ہم یہاں بات کرتے ہیں کہ پولیس والے کتنے تھے، اور پولیس کس وقت پہنچی، کتنی دیر تک حملہ ہوتا رہا، پولیس والوں نے کتنے فائر کیے؟ کتنے فائر پولیس والوں کے weapons سے ہوئے؟ یہ سارے accounted for ہیں کہ گولی accounted for ہوتی ہے۔ آپ کے پاس یہ سارے کوائف کل شام تک ہونے چاہیے تھے۔ چاہیے یہ تھا کہ کل شام تک قوم کو وزیر داخلہ brief کرتے۔ نہ وزیر داخلہ اور نہ ہی وزیراعظم صاحب یہاں پر آتے ہیں۔ ہمارے حساب میں تو دونوں مفرور ہیں اور پارلیمنٹ کو یہ seriously لیتے نہیں ہیں۔

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: جناب چیئرمین! "مفرور" والے لفظ کو expunge کریں۔

سینیٹر اعتزاز احسن: بالکل expunge نہیں ہو گا۔ یہ بڑا مہذب لفظ ہے۔ یہ بالکل مہذب لفظ ہے۔

Mr. Chairman: Ch. *Sahib*, let me examine it.

میں اس لفظ کو examine کروں گا۔ جعفر اقبال صاحب! تشریف رکھیں۔ اس طرح proceedings نہیں چلتیں۔ اس طرح نہیں ہوتا۔ دھامرا صاحب، آپ تشریف رکھیں۔ جی، چوہدری اعتزاز احسن صاحب۔

سینیٹر اعتزاز احسن: جناب چیئرمین! چوہدری جعفر صاحب منجھے ہوئے parliamentarian ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر interrupt کریں قائد حزب اختلاف کو تو قائد ایوان کو بھی interrupt کیا جا سکتا ہے جو کہ ہم نہیں کرنا چاہتے۔ بالکل نہیں کرنا چاہتے۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین نے ڈیسک بجائے)

سینیٹر اعتزاز احسن: تو میں یہ کہہ رہا ہوں اور بار بار عرض کر رہا ہوں کہ جو کار کراچی میں بم سے لیس پھٹتی ہے وہ فاٹا سے بن کر کراچی نہیں پہنچتی وہ کراچی کی ورکشاپس میں بنتی ہے۔ جو لاہور میں پھٹتی ہے یا جو خود کش حملہ آور لاہور میں داتا دربار پر یا جو راولپنڈی میں بارہ دہشت گرد فوجی وردیوں میں GHQ پر حملہ کرتے ہیں یا آر اے بازار میں بم پھٹتا ہے، یہ سب لوگ فاٹا سے تیار ہو کر نہیں آتے۔ یہ Vigo cars بھی مضافات میں کہیں کھڑی ہوں گی۔ یہ زیادہ دور نہیں ہوتے، جہاں سے launch ہوتا ہے، جس point سے خود کش حملہ آور launch ہوتا ہے وہ point میل یا ڈیڑھ میل سے زیادہ دور نہیں ہوتا اس مقام سے جہاں پر حملہ کیا جاتا ہے۔ یہ کوئٹہ میں بار بار ثابت ہوا ہے۔ بعد میں پولیس ڈھونڈتی ہے تو پتا لگتا ہے کہ انہوں نے تو GHQ سے ایک میل دور ایک مہینے سے کرایہ پر گھر لیا ہوا تھا۔ یہ short leases جو ہیں ان پر باقاعدہ ایک تحقیق کروائیں۔ شہر کے مضافات میں جو لوگ آکر بسے ہیں ان کے بارے میں ٹھوس معلومات حاصل کریں۔ آپ پالیسی کچھ دیتے نہیں ہیں، نااہلی کی انتہا ہو گئی ہے، پارلیمان کو جوابدہ نہیں ہیں۔ پارلیمنٹ میں جواب مانگو تو کہتے ہیں کہ سیاست ہوتی ہے۔ ہر ایسے واقعے میں جس طرح سکندر کا واقعہ تھا، اگر کوئی مفرور پایا جاتا ہے تو وہ وزیر داخلہ ہیں۔ اب قوم کا پیمانہ بھی لبریز ہو رہا ہے۔ اس کو اپنی جنگ مانیں، ان مذموم چہروں سے، ان کی کارروائیوں سے اور ان کے طریقہ کار سے عوام کو آگاہ کریں۔ اس معاملے میں عوام کو شریک کریں کہ اپنے محلے میں چاق و چوبند رہو۔ محلے میں جو نئے لوگ آئے ہیں ان کی حرکات پر نظر رکھو۔ ایسے ہیں آسان فون نمبر UAN کے آپ T.V پر دیں کہ اگر آپ کو اپنے محلے میں کوئی مشکوک حرکتیں نظر آتی ہیں، کوئی نئے ہمسائے جن کا طرز عمل ذرا

مختلف لگتا ہے، ان پر شک و شبہ ہو سکتا ہے تو آپ بتائیں، عوام ان نمبروں پر فون کر سکیں۔ ورکشاپ میں کار تیار ہو رہی ہو جس طرح پشاور میں ایک ورکشاپ میں ایک کار پکڑی گئی ہے۔ اگر کوئی نہ کوئی بتانے کے لیے تیار ہو تو اس کے نام کو خفیہ رکھا جائے، صیغہ راز میں رکھا جائے، اس نمبر کو صیغہ راز میں رکھا جائے لیکن آپ عوام کو involve کریں۔ کیا National Security Policy ہے آپ کی جس میں آپ نے عوام کو involve ہی نہیں کیا۔ کہیں مجھے نظر نہیں آیا کہ عوام کی involvement ہو۔ عوام کو اپنے اپنے محلے، اپنی اپنی locality اور اپنی اپنی community میں اس طرح کی مداخلت ہوتی ہوئی، نئے چہرے آتے ہوئے، ان کی مشکوک حرکات کو کہیں نہ کہیں بتانے کا، اطلاع دینے کا، وسیلہ پیدا کرنا چاہیے، مہیا کرنا چاہیے۔ یہ جانتے ہوئے اور اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے کہ یہ terrorism ایک neighborhood base سے ہوتی ہے۔ اسی علاقے میں کہیں نہ کہیں سے ہوتی ہے۔ پہلے گھر لیا جاتا ہے، اس گھر کو استعمال کیا جاتا ہے، وہاں پر کاریں بھی تیار ہوتی ہیں اور خود کش لوگ بھی تیار ہوتے ہیں۔ وہاں سے جب اچھی بھلی recky کر لی جائے تو اس کے بعد حملہ ہوتا ہے۔ یہی اگر آپ نے گزشتہ ایک مہینے میں قبل از وقت دیکھ لیا ہوتا، اندازہ لگایا ہوتا تو شاید آپ کو vigo کاریں مل جاتیں، شاید آپ کو اسلام آباد کے مضافات میں ان دہشت گردوں کا قبل از وقت نقش پا مل جاتا۔

جناب چیئرمین! بڑے افسوس اور دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت اور بالخصوص وزارت داخلہ اس معاملے میں قطعی طور پر ناکام نظر آئی ہے۔ ہم یہ چاہیں گے اور مطالبہ کریں گے کہ آپ کی Ruling کی تعمیل میں وزیر داخلہ خود آئیں اور خود آکر اس ہاؤس کو brief کریں۔ اگر قومی اسمبلی کو brief کر سکتے ہیں تو سینیٹ کو بھی کر سکتے ہیں اور سینیٹ میں ان کا آنا لازمی اور ضروری ہے کیونکہ ہر گھنٹے اور ہر دن کے بعد situation تبدیل ہوتی ہے، قومی اسمبلی کو brief کرنے کے بعد نئے واقعات اور نئے حقائق ان کے علم میں آگئے ہوں گے۔ ہم اس بات پر بالکل مُصر ہیں کہ وزیر داخلہ خود آکر اس ہاؤس کو اپنی تمام تر حکمت عملی سے اور آئندہ کی حکمت عملی سے آگاہ کریں تاکہ ہمیں پتا چلے کہ وہ حکومت کو کس طرف لے کر جانا چاہ رہے ہیں ورنہ ہمیں تو یوں لگتا ہے جناب چیئرمین! قیامت کی نشانیاں ہیں اور سوا نیزے پر سورج آگیا ہے۔ وزیر داخلہ کے حضور یہ عرض کروں گا کہ

سوا نیزے پر سورج آگیا ہے　　　　تو جلتی ریت پر سویا ہوا ہے

بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ تشریف رکھیں۔ I want to clarify کہ میں نے پرسوں کوئی specific ruling نہیں دی تھی کہ who should come and brief this House. I only asked the Government and the Treasury Benches, that they should bring the report in which certain actions were assigned to the honourable Leader of House also. So I wanted to clarify that. جی جعفر اقبال صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: شکریہ جناب چیئرمین! مجھے Leader of the Opposition کا بہت احترام ہے لیکن جو rules کہتے ہیں اس کے مطابق ہی بات کرنی چاہیئے اور مفرور کا لفظ ملزم یا مجرم کے لیے کہا جاتا ہے اور ہم نے یہاں جو rules بنائے ہیں ان میں ایک Rule 226 ہے جس کا 'd' ہے اور اس میں ہے کہ " Make a personal charge against the members" جو منع کرتا ہے۔ گو کہ honourable Prime Minister یا Interior Minister members نہیں ہیں، اپنی capacity میں اُن کی ایک official حیثیت ہے۔ اب یہ جو لفظ 'مفرور' ہے چونکہ آپ نے مجھے کہا تو میں اس پر دیکھتا ہوں، میرا خیال ہے اس کے بعد پانچ دس منٹ Leader of the Opposition کی تقریر جاری رہی۔ برائے مہربانی اس کو expunge کر دیں۔ باقی تقریر ٹھیک ہے یہ ان کا مطالبہ بھی ٹھیک ہوسکتا ہے کہ وہ آئیں explain کریں، بتائیں لیکن یہ مفرور کہنا درست نہیں ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کو expunge کریں۔

Mr. Chairman: I have already mentioned it that I will examine it. Do you want an instant ruling from me? I have already announced it, I will examine it. Whatever I feel appropriate I will do that.

آپ تشریف رکھیے۔ جی اعتزاز احسن صاحب!

سینیٹر اعتزاز احسن: جناب چیئرمین! آپ examine کریں گے تو examine کر لیجیے گا۔ مفرور سے مطلب ہے کسی بھی چیز سے مفر اور فراراور اگر Parliament سے وہ مفرور ہیں، Parliament میں نہیں آرہے، سینیٹ میں نہیں آرہے تو سینیٹ سے مفر کا رویہ اختیار کررہے ہیں اور مفر کے رویے سے مفرور نکلتا ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. Leader of the House.

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: جناب چیئرمین! میں چاہتا نہیں تھا کہ کوئی interruption ہو۔ میں یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ اس ایک لفظ پر بحث شروع ہو جائے۔ Leader of the Opposition ایک کہنہ مشق وکیل ہیں اور ہمیں اس بات کا احترام ہے لیکن انہیں خود سوچنا چاہیئے کہ الفاظ وہ استعمال کرنے چاہییں جو دوسرے کسی آدمی کی تضحیک کا باعث نہ بنیں۔ بسا اوقات اگر rules میں کوئی چیز واضح طور پر نہ بھی لکھی ہو تو courtesy demands کہ کسی دوسرے شخص کے لیے اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کیے جائیں۔اور جن حالات میں انہوں نے یہ لفظ استعمال کیا ہے، میں چاہوں گا کہ وہ خود کہہ دیں کہ ٹھیک ہے اگر کسی کی دل آزاری ہوتی ہے تو میں چاہتا ہوں اس کو expunge کر دیا جائے۔?Why should not you do it yourself بجائے اس کے کہ کوئی اٹھ کر کہے کہ ایسا نہ کریں اور پھر آپ تھوڑا سا اس میں زور بھی ڈالیں کہ جی اگر میری تقریر میں interruption ہوتی ہے تو Leader of the House کی تقریر میں بھی ہو گی۔ کیا یہ کوئی اچھی بات ہے؟ آپ خود اٹھ کر فرمائیں کہ اس کو expunge کر دیا جائے۔ جو معیار ہونا چاہیئے میں آپ سے وہی توقع کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: Leader of the Opposition.

سینیٹر اعتزاز احسن: جناب چیئرمین! میں Leader of the House کا بہت احترام کرتا ہوں اور ان کے کہنے کو موڑ نہیں سکتا۔ اگر وزیر داخلہ کی دل آزاری ہوئی ہے اور اگر وہ خود آکر یہاں فرمادیں گے کہ اُن کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں یہ لفظ واپس لے لوں گا۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! میں نے کل کہا تھا کہ دو important باتیں تھیں کہ وہ document, that is a policy document. What is the impediment that it

is not being placed before the House? At least why are we being ignored? مطلب یہ کہ وہ document place کرنا تھا۔وزیر مملکت برائے داخلہ اگر یہاں موجود ہیں اور اگر وہ document ہے تو

that should come to the House and even I asked yesterday that should come to the House.

دیکھیں آپ کی وزارت نے ایک document بنایا۔ درست بات ہے کہ Interior Minister نے National Assembly میں تقریر کی، اس کو distribute بھی کیا تو آیا آپ اس کو اتنا بھی اہم محسوس نہیں کرتے کہ ایک اتنا important document ہے اور وہ document آپ کے Upper House کے 104 members کو officially مل جائے یا at least Chairman office کو وہ officially مل جائے۔ لہذا kindly ask your Ministry کہ کم از کم وہ document تو furnish کردیں اور کل میں نے کہا تھا۔ If it does not come tomorrow then I will have to think over it that what decision we could take. It should come tomorrow. دیکھیں وہ printed form میں آپ کے پاس موجود ہے۔ So certainly whatever we say, we intend and we want that should be implemented also. یا تو یہ کہ دیں کہ it is a secret document which could not come to the Senate of Pakistan. ایک بات تو یہ ہے۔ Secondly, do you want to respond to all these issues?

Mr. Chairman: Minister of State for Interior.

جناب محمد بلیغ الرحمٰن(وزیر مملکت برائے داخلہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Honourable Chairman اگر House میں کچھ Order ہو تو میں کچھ عرض کروں۔

Mr. Chairman: Order in House, Order in the House, Order in the House.

میاں رضا ربانی صاحب! تشریف رکھیں۔ جی تشریف رکھیں۔

جناب محمد بلیغ الرحمٰن: جناب چیئرمین! یہ Do you want me to continue?

Mr. Chairman: Continue. You continue.

جناب محمد بلیغ الرحمٰن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین۔ یہ Minister of State for Interior کی ذمہ داری ہے۔ یہ ایک آئینی position ہے، قانونی position ہے۔ سینیٹ آف پاکستان حکومت کی جواب دہی کرنے کا اہل ہے۔ اور یہ ان کے دور حکومت میں کوئی Deputy Prime Minister جیسا کوئی مصنوعی عہدہ نہیں ہے جو کسی کو خوش کرنے کے لیے دیا گیا ہو۔ یہ آئینی اور قانونی position سے احتراز کرتے ہوئے، حکومت کی جواب دہی کے عمل اور ایوان کو اعتماد میں لینے کے عمل، دونوں کو سبوتاژ کر رہے ہیں لیکن یہ ان کی اپنی مرضی ہے۔ آپ کے کہنے پر میں آپ کو کل کے حالات اس ایوان میں پیش کرتا ہوں جناب والا۔ کل یہ افسوس ناک واقعہ ہوا، دل خراش واقع ہوا، اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ گیارہ بہت ہی قیمتی جانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ یہ واقعہ جناب والا! کل صبح تقریباً نو بجے کے لگ بھگ ہوا ہے اور اندازے کے مطابق 09:05 منٹ پر ہوا ہے اور میں آپ سے ایک چیز عرض کروں گا کہ میں یہاں پر جتنی بھی باتیں کروں یہ preliminary reports آئی ہیں۔ Final report آپ بھی جانتے ہیں کہ final details کے آنے میں کچھ وقت لگتا ہے۔ اس کے لیے حکومت نے بڑا promptly respond کرتے ہوئے committees بنائی ہیں۔

None less than the Prime Minister himself chaired a meeting in Prime Minister House جس میں افواج پاکستان، agencies اور جناب والا! بہت سے اور لوگ جیسا کہ Interior Ministry اور Defence Minister وغیرہ۔۔۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جی سعید غنی صاحب کا مائک کھولیں۔ جی سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: جناب چیئرمین! اس وقت House کا کورم پورا نہیں ہے اور کورم کے بغیر کارروائی آگے نہیں بڑھ سکتی۔

جناب چیئرمین: جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب والا! اصل میں جب اپنی کوئی بات ذہن میں آتی ہے تو پھر وہ House کو، Rules of Business کو even the Chairman of the Senate کو بھی defy کرتے ہیں۔ This is very bad. آپ ان کو کہتے ہیں۔ Order in the House, they say no, no, no. یہ تو بہت افسوس ناک بات ہے۔ کل کس اخلاقی بنیاد پر یہ کھڑے ہو کر دوسروں کو کہا کریں گے۔ بیس بیس منٹ کا، آدھے آدھے گھنٹے کا lecture ہم سنتے ہیں اور پھر جب اپنی باری آتی ہے سننے کی تو آپ کے کہنے کے باوجود بھی کہ Order in the House جو آپ کہتے ہیں، بیٹھیں آپ اور وہ نہیں بیٹھتے۔

جناب چیئرمین: جی سعید غنی صاحب:

سینیٹر سعید غنی: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ یہ ذمہ داری Treasury Benches کی ہے کہ وہ کورم پورا رکھیں اور کورم کے بغیر تو کوئی بات آگے نہیں ہو سکتی۔ بہر حال Leader of the House نے بات کی اور ہم نے اُن کی بات سنی بھی ہے لیکن میری گزارش ہے کہ کورم کے بغیر کارروائی آگے نہیں بڑھ سکتی اور اگر Treasury Benches یہ سمجھتے ہیں کہ کارروائی چلنی چاہیئے تو کورم کو پورا کریں۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے۔

جناب چیئرمین: جی رفیق رجوانہ صاحب۔

سینیٹر ملک محمد رفیق رجوانہ: شکریہ جناب والا! انتہائی اہم issue ہے اور قوم ابھی تک آنسو بہا رہی ہے اور بد قسمتی سے ہمارے پارلیمان میں جو رویہ اختیار کیا جا رہا ہے، اس سے قوم کو کیا پیغام دے رہے ہیں؟ یہی پیغام دے رہے ہیں کہ ادھر سے لوگ لاشیں اٹھا رہے ہیں، خون کے لوتھڑے اٹھا رہے ہیں اور لوگ ابھی ہسپتال میں زندگی اور موت کی کشمکش میں ہیں اور ہمارا رویہ یہ ہے کہ صرف

وزیر داخلہ صاحب تشریف نہیں لائے۔ وہ بھی وزیر داخلہ ہیں۔ وزیر مملکت ہیں اور پھر کورم کی نشاندہی کر دینا، میرے خیال میں یہ ill motivated بات ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. Under Rule 5, quorum has been pointed out.

لہذا پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(Bells were rung for five minutes.)

جناب چیئرمین: جی گنتی کی جائے۔

(Count was made)

Mr. Chairman: The required quorum is not available. The House stands adjourned to meet again on Thursday, 6th March, 2014 at 10:30 A.M.

[(The House was then adjourned to meet again on Thursday, 6th March, 2014 at 10:30 A.M.]